تعلیم الایمان:

صفاتِ الٰہی

القدوس، الحمید
النافع، الضار

میں غور وفکر کا طریقہ

مؤلف

عبداللہ صدیقی

(ریسرچ اسکالر آف ایمانیات)

زیر سرپرستی

مولانا محمد کلیم الدین سلمان قاسمی

ناشر

عظیم بک ڈپو دیوبند، یوپی

حق طباعت غیر محفوظ

(بغیر کسی تبدیلی کی چھپوانے کی عام اجازت ہے)

نام کتاب:۔ صفاتِ الٰہی القدوس، الحمید، النافع والضارّ میں غور وفکر کا طریقہ

مرتب:۔ عبداللہ صدیقی

زیر سرپرستی:۔ مولانا محمد کلیم الدین سلمان قاسمی

سنہ طباعت:۔ ۲۰۲۴ء مطابق ۱۴۴۶ھ

تعداد اشاعت:۔ 500

کمپیوٹر کتابت:۔ النور گرافکس، حیدرآباد، تلنگانہ۔9963770669

ناشر:۔ عظیم بکڈپو، دیوبند، یوپی، انڈیا۔9997177817

انشاء اللہ یہ کتاب مصنف سے تحفتاً حاصل کر سکتے ہیں۔

اس کتاب کے علاوہ دوسرے اسماءِ الٰہی میں غور وفکر کے لئے ہماری کتاب تعلیم الایمان کے تمام حصے پڑھئے اور ایمان بالکتب، ایمان بالرسالۃ، ایمان بالآخرۃ، ایمان بالقدر (تقدیر) پر شعوری اور عقلی اعتبار سے ایمان پیدا کرنے کیلئے "ایمانِ مفصل کو سمجھانے کا طریقہ" پڑھئے، اس کے علاوہ اولاد کو مسلمان بنانے اور لڑکیوں کو شادی سے پہلے باشعور بنانے والی دونوں کتابیں ضرور پڑھئے اور اپنے خاندان میں تحفہ دے کر دعوتِ دین کا حق ادا کیجئے۔

عظیم بکڈپو دیوبند یوپی سے نصف قیمت پر کتابیں حاصل کر سکتے ہیں۔

تعلیم الایمان کتابوں سے متعلق اس نمبر پر ربط کریں:9966992308

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْقُدُّوسُ (اللہ ہر عیب، نقص اور شرک سے پاک ہے)

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِکُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ o (الحشر: ۲۳)

ترجمہ: وہ اللہ وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، جو بادشاہ ہے، تقدس کا مالک ہے، سلامتی دینے والا ہے، امن بخشنے والا ہے، سب کا نگہبان ہے، بڑے اقتدار والا ہے، خرابی کی اصلاح کرنے والا ہے، بڑائی کا مالک ہے، پاک ہے اللہ اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔

اَلْقُدُّوسُ: یہ اللہ تعالیٰ کا صفتی نام ہے۔ اس کے معنٰی ہیں اللہ تمام بری صفات سے پاک ہے، اسی کا مغز اور خلاصہ جس کے بارے میں کوئی برائی کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

مسلمان رکوع میں سبحان ربی العظیم اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کے ذریعہ بھی بیان کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی شان کے مطابق تعریف کرنا سکھایا ہے، ورنہ کسی انسان کے بس میں نہیں کہ وہ اللہ کی پاکی، بڑائی اور تعریف بیان کر سکے۔

سوال: ''اللہ تعالیٰ پاک ہے'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: ''اللہ تعالیٰ پاک ہے'' سے مراد (۱) وہ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے۔ (۲) وہ ہر قسم کی مجبوری ومحتاجی سے پاک ہے۔ (۳) وہ ہر قسم کی خرابیوں اور عیوب سے پاک ہے۔ (۴) وہ ہر قسم کے عروج وزوال سے پاک ہے۔

سوال: انسان کسی کی مکمل تعریف کس طرح کرتا ہے۔

جواب: انسان کسی کی بھی مکمل تعریف کرنا ہو تو دو طرح سے کرتا ہے، یا تو اس میں خرابیوں

اور خامیوں کا انکار کر کے یا اس کی اچھائیوں اور کمالات اقرار کر کے کرتا ہے۔

سوال: انسان‘ خرابیوں کا انکار اور اچھائیوں کا اقرار کر کے کس طرح تعریف کرتا ہے؟

جواب: اس کو ایک مثال سے سمجھئے! اگر ہم کہیں کہ فلاں صاحب کنجوس نہیں ہیں، بزدل نہیں ہیں، بد اخلاق نہیں ہیں، غصہ والے نہیں ہیں۔ اس طرح اس شخص میں خرابیوں کے ہونے کا انکار کرنا‘ تعریف ہے۔

یا پھر فلاں صاحب سخی ہیں، طاقتور ہیں، عمدہ اخلاق والے ہیں، حلیم و بردبار ہیں، عقلمند و ذہین ہیں۔ اس طرح ان کی اچھائیوں کا اقرار کرنا‘ تعریف ہے۔

سوال: انسان کو اللہ کی تعریف بیان کرنا کیوں سکھایا گیا؟

جواب: جب انسان اللہ تعالیٰ کی معرفت یعنی پہچان صحیح نہیں رکھتا اور باپ دادا کے کہنے پر اللہ کو مانتا ہے، تو وہ اللہ کے ساتھ گندہ اور ناپاک عقیدہ قائم کر لیتا ہے۔ اس لئے اللہ نے خود انسان کو اس کی فطرت کے مطابق اپنی تعریف کرنا سکھایا۔

سوال: انسان گمراہ ہو کر کس طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ گندے اور ناپاک عقیدے قائم کرتا ہے؟

جواب: انسان‘ اللہ کی صحیح پہچان نہ ملنے پر مخلوقات جیسی خرابیوں‘ خامیوں محتاجیوں اور عروج و زوال کو اللہ کے ساتھ لگا دیا، اور اللہ تعالیٰ کے کمالات‘ خوبیوں کو مخلوقات میں بھی ماننے لگا، اور اللہ کو مخلوقات کی طرح سمجھنے لگا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی صحیح پہچان اور تعارف کروانے بندوں کو اپنی صفات القدس و الحمید سے سبحان اللہ اور الحمدللہ کے ذریعہ تعریف کی تفصیل سمجھائی۔

سوال: سبحان اللہ اور الحمدللہ میں کس قسم کی تعلیم دی گئی؟

جواب: سبحان اللہ کے ذریعہ انسان اللہ تعالیٰ کو بندوں اور مخلوقات جیسی خرابیوں‘ نقص اور عیب سے محتاجیوں سے مجبوریوں‘ عروج و زوال اور کمزوریوں سے پاک مانتا ہے، اللہ کو

مخلوقات جیسی حاجتوں اور ضرورتوں سے پاک مانتا ہے۔

الحمدللہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے کمالات، خوبیوں اور صفات کو مخلوقات میں نہیں مانتا، اللہ ہی کو ہر کمال اور خوبیوں والا مانتا ہے، اس جیسا کمال وخوبی کسی میں نہیں مانتا۔

سوال: سبحان اللہ اور الحمدللہ کو انسان اللہ کن کن صفات میں مان کر اظہار کر رہا ہے؟

جواب: ان دونوں کلمات کا اظہار انسان، اللہ تعالیٰ کی صفات القدوس اور الحمید پر ایمان میں مان رہا ہے۔

سوال: القدوس یعنی "اللہ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے" سے کیا مراد ہے؟

جواب: انسان کائنات کے مالک کو دنیا کے انسانی بادشاہوں پر قیاس کر کے یہ سمجھا کہ جس طرح دنیا کے بادشاہ اپنے ملک پر حکومت کرنے اور انتظامات کرنے کے لئے وزیروں، فوج کے محکموں کا محتاج ہوتا ہے، اور اہل وعیال والا ہوتا ہے، مشیروں سے مشورہ لے کر کام کرتا ہے، اسی طرح اتنی بڑی کائنات کو سنبھالنے کے لئے اللہ اکیلا اس کے انتظامات نہیں سنبھال سکتا، وہ اپنے گمان سے یہ تصور قائم کر لئے کہ سورج، چاند، زمین، آسمان، ہوا، پانی، انسان اور حیوانات سب کے الگ الگ چھوٹے چھوٹے خدا یہ سب کائنات کے انتظامات سنبھال رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اور ہر پیغمبر کے ذریعہ یہ تعلیم دی کہ اللہ کو انسانی بادشاہوں کی طرح گمان مت کرو، اس کو وزیروں یا جھوٹے خداؤں سے مدد لینے کی ضرورت ہی نہیں، وہ مخلوقات کی طرح نہ پیدا ہوا، نہ اس کا کوئی باپ ہے اور نہ وہ کسی کا باپ ہے، اس کا مخلوقات کی طرح خاندان وقبیلہ اور جنس نہیں ہے، وہ ان چیزوں سے پاک ہے۔

وہ حیّ وقیوم ہے، ہمیشہ سے زندہ ہے، اور ہمیشہ زندہ رہے گا، اس کے ساتھ یا اس جیسا یا اس کے برابر نہ کوئی تھا، نہ ہے، اور نہ کبھی ہوگا، وہ اکیلا ہی اکیلا ہے، وہ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے، وہ سبحان ہی سبحان ہے۔

سوال: "اللہ تعالیٰ عروج وزوال سے پاک ہے۔" سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ القدوس ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ وہ پیدا نہیں ہوا، اس کا کوئی پیدا کرنے والا نہیں، وہ بچپن، جوانی اور بڑھاپے سے پاک ہے، وہ مخلوقات کی طرح نہ پیدا ہوا، نہ جوان ہوا، اور نہ بوڑھا ہوگا، وہ ہر قسم کے تغیرات سے پاک ہے، وہ ہنسنا، غصہ ہونا، خوش ہونا، غم کھانا، جیسی مخلوقات کی صفات سے پاک ہے، وہ بندوں کی نافرمانی اور اطاعت پر اپنی صفات جلال، قہار، جبار، منتقم کا اظہار کرتا ہے یا صفات جمال رحمٰن، رحیم، ودود، کریم، غفور اور تواب کا اظہار کرتا ہے، اس کی قدرت میں کبھی زوال نہیں آتا، نہ اس پر کوئی قابو پا سکتا ہے۔

سوال: ''اللہ تعالیٰ عیب و نقص سے پاک ہے۔'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: مخلوقات بغیر جسم اور اعضاء کے کوئی کام نہیں کر سکتے، اور بہت سے کام نہ کرنے کی اور ایک ساتھ کرنے کی صلاحیت اور طاقت نہیں رکھتے ہیں، عقل و فہم اور دماغ کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتے۔ بھول جاتے ہیں، غلط فیصلے کرتے ہیں، انسان کے کاموں میں خرابی اور نقص ہوتا ہے، بغیر میٹریل، مزدور، دولت کے کوئی کام نہیں کر سکتے، اللہ تعالیٰ مخلوقات کی طرح جسم و اعضاء سے پاک ہے، وہ کوئی کام اور کوئی چیز وجود میں لانا چاہتا ہو تو لفظ ''کن'' کہتا ہے، وہ بغیر اسباب کے بننا شروع ہو جاتی ہے، وہ ہر قسم کے عیب و نقص سے پاک ہونے کی وجہ سے کوئی چیز نہیں بھولتا، کوئی کام غلط نہیں کرتا اور نہ غلط حکم دیتا ہے، جس میں نقص و عیب ہوتا ہے، وہ غلطی کرتا ہے، بھولتا ہے، غلط فیصلے دیتا ہے، اور بغیر آنکھوں کے دیکھ نہیں سکتا، بغیر کانوں کے سن نہیں سکتا، بغیر ہاتھوں کے پکڑ نہیں سکتا، بغیر دل و دماغ کے سوچ سمجھ نہیں سکتا، اللہ تعالیٰ ان تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے، وہ اسباب کا محتاج نہیں ہے۔

سوال: ''اللہ ہر قسم کی مجبوریوں اور محتاجیوں سے پاک ہے'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: مخلوقات ہوا، پانی اور غذاء کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے، ان کو تھکان دور کرنے نیند کی مجبوری ہوتی ہے، بھوک اور پیاس بجھانے کے لئے غذاء، ہوا، پانی ضروری ہے، بیمار

ہو جائے تو دوا اور علاج ضروری ہے، انسانی حکومت فوج' پولیس اور عہدیداروں اور اسباب کے کوئی کام نہیں کرسکتی، زلزلے' طوفان قحط سے ملک کو بچا نہیں سکتی، بیماریوں سے عوام کو بچا نہیں سکتی، ہر ہنرمند بغیر اوزار کے کام نہیں کرسکتا، اللہ کو ایسی کوئی مجبوری ومحتاجی نہیں، وہ اگر چاہے تو بغیر مشین کے اپنے حکم سے ہواؤں کو طوفانی بنا دیتا ہے، وہ اگر چاہے تو زمین کے جس حصے کو زلزلے سے ہلانا چاہے تو ہلا سکتا ہے، جہاں بارش کو روکنا ہو تو روک دیتا ہے، اس کو فرشتوں کی بھی ضرورت نہیں، وہ بغیر ماں باپ کے کسی کو بھی بنا سکتا ہے، پیدا کرسکتا ہے، پرورش کرسکتا ہے، اور بغیر اسباب کے مدد کرسکتا اور بچا سکتا ہے، وہ اپنی کسی صفت میں مجبور ومحتاج نہیں، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسم کے ساتھ معراج میں آسمانوں کی سیر کروائی، حضرت آدم وحوا علیہما السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا، اس کو اپنی قدرت میں کوئی مجبوری ومحتاجی نہیں۔

اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ پاکی کو پسند کرتا ہے

اللہ تعالیٰ کی جنت پاک ہے، وہ اپنے نیک بندوں کو جو دنیا سے پاک رہ کر آخرت میں جائیں گے، ان کو جنت کا وارث بنانا چاہتا ہے، ناپاک گندے انسانوں کو جنت سے محروم کردے گا۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے اس امتحان گاہ میں پاک اور ناپاک چیزوں کو رکھا ہے، بہت سے اعمال اور فکر وخیالات کو بھی پاک اور ناپاک رکھا ہے، انسانوں کو تعلیم دی گئی ہے کہ وہ ناپاک اور گندے چیزوں' اعمال اور خیالات سے پاک رہ کر اپنے آپ کو پاک رکھ کر پاک زندگی گذاریں، اور آخرت میں پاکیزہ انسان بن کر آئیں، وہ پاک پیدا کیے گئے ہیں، اس لئے پاک بن کر آئیں۔

اللہ کی بہت ساری مخلوقات پاک ہیں

انسان انہیں استعمال کر کے گندہ اور ناپاک کردیتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنی صفت القدوس سے انہیں پاک کردیتا ہے، پانی کو اللہ پاک بنا کر برساتا ہے، انسان اور دوسرے جاندار گندہ کرتے ہیں، پانی' ندی' نالوں' دریاؤں' نہروں' تالابوں سے بہتا ہوا اپنے

ساتھ زمین کی بہت ساری گندگی لے کر بہتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اُسے آسمان سے پاک بنا کر برساتا ہے، لیکن انسان استعمال کر کے خراب اور گندہ کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ پانی کی بہت ساری گندگی کو ندی اور دریاؤں میں بہاتے ہوئے مٹی اور ریت کے ذریعہ اس کی گندگی کو صاف کرتا رہتا ہے، پھر یہ پانی گندگی کے ساتھ سمندروں میں جا گرتا ہے، سمندروں میں پانی کی گندگی نیچے چلی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ لہروں اور موجودں سے اس کی ساری گندگی ختم کر دیتا ہے، جس کی وجہ سے لہروں اور موجوں میں پانی پاک وصاف نظر آتا ہے، پھر اس پانی کو ہواؤں کے ذریعہ بخارات بنا کر آسمان پر لے جا کر ابر کی شکل میں میٹھا بنا کر زمین پر پاکیزہ اور میٹھا بنا کر برساتا ہے، اور وہی پانی کو آسمانوں میں روئی کے گالوں کی طرح برف بنا کر پہاڑوں اور سرد علاقوں میں برساتا ہے اور پہاڑوں پر پاک وشفاف برف کی شکل میں میٹھا پانی بنا کر اللہ تعالیٰ ہی اُسے محفوظ رکھتا ہے۔

یہ صرف اللہ کی صفت القدوس کا اظہار ہے کہ وہ اپنی مخلوق کے لئے بہتے ہوئے پانی کو پاک بنا کر اور برف کی شکل میں جمارہتے ہوئے اللہ کی پاکی بیان کرتا رہے، پانی جب تک پاک رہتا ہے اللہ کی پاکی اور تسبیح بیان کرتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ ہوا کو بالکل پاک وصاف پیدا کرتا ہے، انسان اس کو گاڑیوں اور کارخانوں کے دھویں وکیمیکل اور سانس کے جراثیم کے ذریعہ خراب کر دیتا ہے، مختلف چیزیں سڑ ھنے گلنے سے بھی ہوا خراب ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ درختوں کے ذریعہ پھر ہوا کو پاک کرتا ہے اور پولیوشن ختم کر کے تازی ہوا بنا دیتا ہے، ہر چیز اللہ کی پاکی اور تسبیح بیان کرتی ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ شہد کی مکھیوں کو خوشبو دار پھولوں کا رس چوسنے اور ان کے پیٹ میں انسانوں کے فائدے اور صحت کے لئے پاکیزہ شہد تیار کرواتا ہے، دوسری مکھیوں سے یہ کام نہیں لیتا، ان کو خاص طور پر شہد بنانے کی مشین بنایا ہے، ان کے گھر بھی پاک وصاف موم کے چھتے ہوتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ ہمارے سروں پر آسمان، چاند، ستارے، سورج رکھا، جو ہر روز نئے

پا کیزہ ہی پا کیزہ نظر آتے ہیں، ان کو دیکھ کر انسانوں کی آنکھوں کو ٹھنڈک اور لذت ملتی ہے، ان پر خوبصورت رنگ' پا کیزہ پانی کے ابر تیراتا رہتا ہے، جس سے آسمان کی پا کیزگی اور خوبصورتی مزید بڑھ جاتی ہے، آسمان کی پا کی کا یہ عالم ہے کہ وہ کبھی گندہ اور ناپاک نظر نہیں آتا۔

☆ اللہ تعالیٰ القدوس ہے، وہ درختوں سے جتنے بھی پھل' پھول نکالتا ہے وہ پھول انتہائی پا کیزہ خوبصورت' نازک خوشبودار ہوتے ہیں ان پر ذرا برابر گرد وغبار نہیں ہوتی، انسان ان کو استعمال کر کے خراب کر دیتا ہے، چمن' باغات' میدانوں میں خوبصورتی اور پا کیزگی رنگ برنگ کے پھولوں اور پتوں سے نظر آتی ہے، تمام درخت' ہری بھری حالت میں اللہ کی پا کی اور تسبیح بیان کرتی ہیں، انسان ان سے بننے والے پھلوں جن سے پا کیزہ رس نکلتا ہے کھا کر خراب کر دیتا ہے، انگور سے شراب بنالیتا ہے۔

ایک بزرگ اپنے شاگردوں کے ساتھ راستے سے جا رہے تھے، اچانک ایک گڑھے کے پاس رک گئے اور گڑھے کی گندگی دیکھنے لگے، شاگردوں نے سوال کیا کہ حضرت! آپ کیا دیکھ رہے ہیں، انہوں نے کہا کہ یہ گندگی مجھ سے کہہ رہی ہے کہ کل تک ہم پھلوں' میووں' غذاؤں' ترکاریوں اور غلہ کی شکل میں پا کیزہ بن کر دکانوں کی زینت بنے ہوئے تھے، مگر انسان نے ہمیں استعمال کر کے گندہ' ناپاک اور بدبودار بنا دیا۔

اللہ تعالیٰ جانداروں کی گندگی اور فُضلہ کو کھاد میں تبدیل کر کے انسان کو زراعت میں پودوں اور درختوں میں استعمال کرنے کی توفیق دیتا ہے، اور اس میں پودوں کی غذاء بنا کر پھر پا کیزہ پھول اور پھل نکالتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ القدوس ہے، وہ اپنی جاندار مخلوقات کے لئے خون اور گوبر کے درمیان میں سے پا کیزہ' خوشبو والا اور لذت دار دودھ نکالتا ہے، سارے جانوروں کے بچے اور انسان ان کو مزے لے لے کر پیتے ہیں، قوت وصحت حاصل کرتے ہیں، انسان اس سے قوت وصحت حاصل کرنے کے بعد ناشکرا بن کر ناپاک اعمال کرتا ہے، شکر ادا کرنے کے

لئے نماز نہیں پڑھتا، حالانکہ تمام جانور دن رات اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کپاس ٗ روئی کو پودوں کے ذریعہ پاکیزہ بنا کر پیدا کرتا ہے، تاکہ انسان اس سے لباس بنائے اور اپنے جسم کی حفاظت اور قابل شرم حصوں کو چھپائے، مگر انسان لباس استعمال کرکے نہ جسم کے ابھار چھپاتا ہے اور نہ لباس کو بول و براز سے پاک رکھتا ہے، لباس جب تک پاک ہوتا ہے اللہ کا ذکر کرتا ہے، جب میلا اور ناپاک ہوجاتا ہے ٗ تسبیح بند کردیتا ہے، انسان لباس پہن کر بھی بے حیاء و بے شرم رہتا ہے، لباس کے ذریعہ پاکیزہ اعمال میں پردہ اختیار کرنے کا طریقہ رکھا، مگر انسان اعمال صالحہ کے بجائے اعمالِ رذیلہ اختیار کرتا ہے اور ناپاک زندگی گذارتا ہے۔

☆ انسان دنیا کے کاموں اور گرد وغبار میں رہ کر گندہ ہوجاتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ پرندے ٗ چرندے ٗ درندے ٗ چوپائے جو باوجود فضاء ٗ زمین ٗ ریگستانوں اور جنگلوں میں گرد وغبار میں رہتے ہیں وہ باقاعدہ صابن وغیرہ استعمال کرکے جسم کی صفائی نہیں کرسکتے، اللہ تعالیٰ ان کو بغیر نہلائے ساری گندگی سے پاک رکھتا ہے، یہاں تک کہ وہ بول و براز کرتے ہیں، مگر ان کے جسموں ٗ پروں اور پیروں کو بول و براز لگا ہوا نہیں رہتا، وہ بغیر پانی استعمال کئے اور بغیر دھوئے پاک و صاف رہتے ہیں، خاص طور پر سمندروں اور جنگلوں میں رہنے والے جانوروں کا فضلہ کہیں نظر نہیں آتا، انسان اس کو استعمال کرتا ہے، مگر انسان باشعور ہوکر بھی جسم کو گندگی لگائے پھرتا ہے، بول و براز کرکے کاغذ سے نامکمل پاکی حاصل کرتا ہے، تتلیاں ٗ بھنورے ٗ مکھی ٗ مچھر ٗ ٹڈے ٗ چڑیاں اور کبوتر انسانوں کے ساتھ گرد وغبار میں رہتے ہیں، مگر پاک وصاف رہتے ہیں، خوبصورت نظر آتے ہیں، لال مٹی کا کیڑا بیر بہوٹی باوجود مٹی میں رہنے کے مخمل کی طرح پاک وصاف رہتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے حلال جانوروں کے گوشت کو حلال اور پاک طریقے سے کھانے کی تعلیم دی، اور اس کے ذبح کرنے کا ایک خاص طریقہ سکھایا، جانور کے ذبح میں اللہ کا نام لیا جائے اور اگر جانور کی گردن جھٹکے سے یا مشین سے الگ کردی جائے تو وہ حرام ہوجاتا

ہے، اس لئے کہ جسم کا خون جسم ہی میں جم کر گوشت ناپاک ہوجاتا ہے۔

ذبح کے طریقے سے اللہ تعالیٰ جسم کا پورا خون گردن کی رگوں سے باہر نکلنے کا طریقہ رکھا، جانداروں کے خون میں بیماری کے جراثیم رہتے ہیں، اللہ نے خون کو حرام کیا؛ تاکہ انسان بیماریوں سے محفوظ رہے، اور جانور کو اس کے خالق و مالک کے نام سے ذبح کیا جائے، اللہ القدّوس ہے، وہ اپنے بندوں کو پاک غذاء کھلانا چاہتا ہے، مگر انسان شراب، سوّر، خون، چوہا، بلی اور سانپ سب کچھ کھاتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ انسانوں کو انگور، کھجور، گیہوں، جیسی پاک غذائیں پیدا کرتا ہے تاکہ انسان طاقت، لذت اور بھوک مٹائے، مگر انسان اپنی نفسانی خواہش اور نشہ و مستی کرنے کے لئے ان غذاؤں اور پھلوں سے شراب بناتا ہے اور انہیں ناپاک کر کے حرام کر لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی شراب کو حرام قرار دیا، وہ نہیں چاہتا کہ اس کا بندہ ناپاک اور حرام چیز کھائے پیئے اور جسم کو نقصان کرلے اور گندہ ہوجائے، اللہ چونکہ پاک ہے اس لئے وہ اپنے بندوں کو بھی پاک رکھنا چاہتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات میں ایک نورانی مخلوق فرشتے پیدا کی، وہ نورانی ہونے کی وجہ سے پاک ہے، ان کو کسی قسم کی ظاہری و باطنی گندگی اور ناپاکی نہیں، وہ بول و براز، بدبو، انسان کا برہنہ پن، تصاویر، گھروں میں بچوں کی گندگی، عورتوں کا نیم برہنہ رہنا، جھوٹ بولنے سے دور رہتے ہیں، ان میں گناہ کا مادہ ہی نہیں ہے، وہ صرف اللہ ہی کی عبدیت و بندگی ہر لمحہ کرتے رہتے ہیں، اس کے برعکس شیطان گندہ و ناپاک ہے، اس کا ہر کام گناہ کی طرف دعوت دیتا ہے، وہ انسانوں کو اللہ کا نافرمان اور باغی بنا کر شرک، کفر، منافقت، فسق و فجور جیسے ناپاک عقیدوں کی طرف دعوت دیتا ہے اور گمراہی پیدا کر کے اخلاق رذیلہ کا عادی بنا کر ناپاک بنا دیتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں امتحان کی خاطر دو قسم کے راستے اور ماحول رکھا ہے، ایک جنت والا پاکیزہ راستہ اور ماحول، دوسرا دوزخ والا گندہ و ناپاک راستہ اور ماحول۔

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ انسان دنیا کی اس امتحان گاہ میں اپنی مرضی اور چاہت سے پاکیزہ جنت والا راستہ اختیار کرے، وہ فرشتوں سے بھی آگے بڑھ کر پاکباز بن جائے، اور پاکیزہ جماعت "اللہ کی جماعت" میں رہے اور مرنے کے بعد پاکیزہ گھر جنت کا وارث بنے، آخرت کی زندگی کو کامیاب بنانے اور پاکیزہ جنت کا وارث بننے کے لئے اللہ نے شروع دنیا سے انسانوں کی سدھار کے لئے پاکیزہ عمدہ انسانوں کو پیغمبر بنا کر اپنی وحی نازل کر کے پاکیزہ زندگی گذارنے کی تعلیم دی اور آخر میں پاک کلام قرآن مجید کو آخری وحی بنا کر پاکیزہ اور عمدہ و اعلیٰ انسان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا، اور اپنے پاک کلام کے ذریعہ انسانوں کو فطری احکام دئے اور پاکیزہ نظامِ زندگی کی تعلیم دی۔

☆ سب سے پہلے انسانوں کے ظاہر اور اندرون کو پاک کرنے کے لئے فکر، خیالات، جذبات کو درست کرنے اور ایمان کی دعوت کے لئے کلمہ لا الٰہ الا اللہ عطا کیا، جس کو ہم کلمہ طیبہ کے نام سے پڑھتے ہیں، تا کہ انسان کا اندرون پاک ہو جائے؛ تا کہ کلمہ کے تقاضے اور کلمہ کے حقوق اور کلمہ کی ذمہ داریاں ادا کرنے کے لئے کلمہ والی پاک زندگی گذاریں۔

سوال: کلمہ طیبہ کے ذریعہ انسان اندرونی پاکی کیسے حاصل کرے؟

جواب: اللہ تعالیٰ سب سے پہلے انسان کے اندرون دل و دماغ کو کلمہ طیبہ پر یقین و ایمان پیدا کر کے پاک کرنے کا طریقہ رکھا ہے، انسان پاک کلمہ طیبہ پڑھ کر شرکیہ عقائد کفر، شرک، منافقت سے دور ہو جاتا ہے اور اللہ کی معرفت پیدا ہونے سے شرکیہ عقائد و اعمال، بدعات وخرافات اور فسق و فجور سے دور رہتا ہے، اللہ کی معرفت حاصل کرنے سے اپنے دل و دماغ میں سکون اور پاکی محسوس کرتا ہے، اس سے اس کو اندرونی روحانی پاکی حاصل ہوتی ہے، اس کو سوائے اللہ کی یاد کے کسی دوسری چیز سے سکون نہیں ملتا۔

سوال: کلمہ طیبہ کے ذریعہ انسان سب سے پہلے بیرونی پاکی کیسے حاصل کرتا ہے؟

جواب: کلمہ طیبہ پڑھتے ہی انسان بول و براز سے پاکی حاصل کرنے کے لئے جسم کو پیشاب پاخانے سے پاک رکھتا ہے، ہمیشہ طہارت سے رہتا ہے، غسل جنابت کے لئے

بے چین رہتا ہے، غسل جنابت کو ناپاکی تصور کرتا ہے، حیض و نفاس سے پاک ہونے کے لئے غسل کرتا ہے، بغیر وضو کے نماز ادا نہیں کرتا، ناخن کی صفائی، بغل اور ناف کے بالوں کی صفائی اور کپڑوں کی صفائی کا خاص خیال رکھتا ہے، داڑھی اور سر کے بالوں کو سنوارتا ہے۔

سوال: نماز کے ذریعہ ایمان والا کیا پاکی حاصل کرتا ہے؟

جواب: اللہ نے ایمان والے کے لئے غسل، وضو اور نماز کے ذریعہ آخرت میں نور حاصل کرنے کا طریقہ رکھا، اللہ، ایمان والوں کو پاک زندگی عطا کر کے ان کے وضو کے اعضاء اور نماز کے ذریعہ چہرے کو نورانی بنانا چاہتا ہے اور یہ نور دنیا ہی سے شروع ہو جاتا ہے۔

ایمان والے نماز کے ذریعہ اللہ سے گویا ملاقات اور گفتگو کرتے ہیں، تو اس کی روح کو سکون ملتا ہے، نماز کے ذریعہ اللہ کا شکر ادا کر کے اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے، اللہ کی تعریف اور بڑائی بیان کر کے روح کو غذاء پہنچاتا ہے، اللہ سے دعاء مانگ کر دلی سکون و راحت پاتا ہے، نماز کے ذریعہ بندہ کلمہ والی زندگی گذارنے کا اقرار کرتا ہے، نماز کے ذریعہ ایمان والا اللہ کو سب سے بڑا اپنے کو چھوٹا و مجبور مانتا ہے، نماز کے ذریعہ ایمان والا اللہ سے قریب ہو کر روح کو اللہ کا دیدار کرواتا ہے، نماز کے ذریعہ ایمان والا شرک سے بیزار اور توحید کا ماننے والا ظاہر کر کے اپنے کو اللہ کی جماعت حزب اللہ کا فرد ظاہر کرتا ہے، یہ ساری پاکیزگی اور نورانیت ایمان والے کو نماز سے ہر روز ملتی رہتی ہے، جس طرح ایک انسان دن میں پانچ مرتبہ نہر میں نہانے سے پاک و صاف رہتا ہے اور اس کے ایمان میں پختگی پیدا ہوتی رہتی ہے، اس کے علاوہ روزے اور حج کے ذریعہ دُھل کر گناہوں سے پاک بنتا ہے، بار بار توبہ کر کے پاک ہو جاتا ہے۔

سوال: جب انسان کلمہ طیبہ سے اللہ کو القدوس ماننے پر اس کا دل کیسا ہو جاتا ہے؟

جواب: جب انسان شعور کے ساتھ کلمہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ کو القدس جانے گا اور مانے گا تو وہ اپنے دل کو قلب سلیم اور فطرتِ سلیم، نفسِ مطمئنہ بنالے گا، جھوٹ اور گناہ سے نفرت کر کے سچائی کو پسند کرے گا، سچائی کا ساتھ دے گا، سچائی کو پھیلائے گا، اور سچوں کی صحبت کے لئے

تڑپے گا، اور اپنے دل کو بغض، عداوت، کینہ کپٹ، نفرت، غصہ، حسد و جلن، انتقام، چغلی و غیبت اور تعصب جیسے روحانی امراض سے پاک رہے گا۔

سوال: انسان اللہ کو القدوس ماننے کے بعد کس انداز سے اپنے مالک کی صفات کی نقل کرتا ہے؟

جواب: جب انسان کلمہ طیبہ پڑھتا ہے اور خلیفۂ زمین بنتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت سے یہ جان جاتا ہے کہ اس کا مالک و پروردگار، آقا ہر قسم کے ظلم و ناانصافی، بے رحمی، حق تلفی، جھوٹ، وعدہ خلافی، عبث کاموں، جلد بازی، بے صبری، بے حکمتی، ناقدری سے پاک ہے، اور بندوں کو غرور و تکبر، جھوٹی شان و شوکت اور تعصب سے منع کیا ہے، اپنی مخلوق کے ساتھ عفو و درگذر، حلم و بردباری اور محبت والا ہے، تو کلمہ طیبہ پڑھنے والا بھی اپنے مالک کی ان صفات کی کسی حد تک نقل کر کے اپنے اعمالِ صالحہ کو تمام انسانوں میں پاک وصاف بنا کر ممتاز بن جاتا ہے، کلمہ طیبہ کا اقرار کرنے والا سب سے پہلے حرام راستوں سے ملنے والے رزق، فریب، رشوت، سود، جوڑے کی رقم، وراثت مال کی تقسیم میں ناانصافی، امانت میں خیانت، مثلاً قرض لے کر ڈبو دینا، زمین، مکان و دکان پر قبضہ کرنے جیسے راستوں سے رزق حرام حاصل نہ کر کے جسم و روح کو ناپاک و گندگی سے بچائے رکھتا ہے، تب ہی ایسے پاکیزہ اعمال صالحہ رکھنے والے کو اللہ تعالیٰ آخرت میں پاکیزہ گھر جنت عطا کرتا ہے۔

بدلہ اور انتقام لینے کی طاقت رکھ کر بھی عفو و درگذر اور صبر کرتے ہوئے اپنے مالک کی صفت الحلیم کی نقل کرتا ہوا لڑائی جھگڑے، ناحق قتل و خون، گالی گلوج، مار پیٹ، بے عزتی کا برتاؤ کرتے ہوئے لوگوں کو ذلیل کرنے جیسے اخلاق رذیلہ سے اپنے کو پاک رکھتا ہے، اور اپنے اور غیر سب انسانوں کو امن و سلامتی دے کر پورے معاشرے میں ممتاز اعمال والا بنا رہتا ہے، ایسے ہی پاک انسانوں کو اللہ تعالیٰ پاکیزہ گھر جنت عطا کرتا ہے۔

☆ اللہ کے غریب، مفلس، یتیموں، بیواؤں، معذوروں پر اللہ کی نقل میں رحم، ہمدردی، مساوات کا سلوک کر کے ان کا دل جیتنا، ان کے ساتھ کبھی بے عزتی، غرور و تکبر، جھڑکنا،

طعنہ دینا ‘ احسان جتانے والے اخلاق رذیلہ اختیار نہ کر کے نرمی ‘ عاجزی ‘ محبت برابری کا سلوک کر کے تمام انسانوں کے مقابلے اونچے اخلاق حسنہ کا مالک بن کر اچھے سلوک سے اللہ کی محبت لوٹتا ہے، ایسے ہی انسان اللہ کی نظر میں پاکباز کہلاتے ہیں۔

☆ جو انسان پاک کلمہ طیبہ پڑھنے اللہ کو القدوس زبان سے ماننے انگلیوں پر یا قدوس کا ورد کرنے کے باوجود نماز ادا کرتے ہوئے جھوٹ بولے، وعدہ خلافی کرے، امانت میں خیانت کرے، جھوٹی گواہی دے، بدعات وخرافات کی شیدائی بنے رہے، اور انہیں عام کرنے کے لئے دین کی شکل بگاڑے، بے پردہ و بے حیاء رہے، جھوٹے مقدمہ ڈالے، رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کی جگہ یہود ونصاریٰ اور غیر مسلموں کے طریقوں سے محبت کرے، ایسا انسان اللہ کی نظر میں پاک باز اور متقی نہیں کہلا سکتا، اللہ تعالیٰ انسان کو کلمہ پڑھنے کے بعد پاکباز و متقی بننے کے لئے عقائد‘ عبادات‘ معاملات‘ معاشرت اور اخلاقیات میں تقویٰ اختیار کر کے پاک بننے کی تعلیم دی ہے۔

☆ پاکباز انسان بے حیائی و بے شرمی سے دور رہتا ہے، وہ اپنے جذبات‘ خیالات اور گفتگو کو پاکیزہ بناتا ہے، اپنی عورتوں کو بے حیاء و بے شرم اور بے پردہ بننے نہیں دیتا، ان کو اسلامی طریقے پر حیاء دار و باپردہ لباس پہننے کی تربیت و تاکید کرتا ہے، وہ اپنی عورتوں کے ذریعہ مسلم معاشرہ کو بے حیائی و بے شرمی‘ زنا‘ مخلوط تعلیم **Co-Education**‘ فلم ایکٹروں کی نقل، مغرب کی نقالی کر کے اسلامی معاشرے کو تباہ و برباد ہونے سے بچاتا ہے، اور پاکیزہ اسلامی معاشرہ بنانا چاہتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی نبوت ظاہر کرنے سے پہلے، جبکہ اللہ کے نزدیک ایمان کی اصل اہمیت ہے اور وہ چاہتا ہے کہ انسان دنیا سے ایمان کی حالت میں آخرت میں لوٹے، پھر بھی رسول اللہ ﷺ کی نبوت کو ۴۰ سال بعد ظاہر فرمایا، اگر وہ چاہتا تو پندرہ ‘ یا بیس سالوں میں آپ کو پوری عقل وشعور اور صلاحیتوں سے آراستہ کر کے نبوت ظاہر کرسکتا تھا، مگر ایمان کی دعوت روک کر ۴۰ سال تک صبر کیا اور رسول اللہ ﷺ کی نبوت ظاہر ہونے

سے پہلے ہی ان اعمال سے مزین کر کے پاکباز انسان کی حیثیت سے قوم کے سامنے پیش کیا، جس کی وجہ سے پورا مکہ آپ کو جھوٹا ماننے تیار نہیں تھا، اور آپ کو''صادق وامین'' کے لقب سے پکارتا تھا، آپ کو نبوت ظاہر ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ پاکیزہ اعمال' پاکیزہ اخلاق عظیمہ سے آراستہ کر دیا تھا، اور آپ پورے معاشرے میں اپنے اخلاق میں ممتاز تھے، نبوت سے پہلے ہی آپ نہ صرف شرک بلکہ جھوٹ' بے ایمان' بے حیائی و بے شرمی' خیانت' ناانصافی' فحش کلامی' لہو ولعب' ناچ گانا بجانا' قتل وخون' فساد وغارت گری' زنا' شراب' جوا اور غرور وتکبر جیسے اخلاقِ رذیلہ سے دور تھے، اللہ نے آپ کو پہلے ہی سے پاکیزہ اعمال جو انسانوں کے لئے پسندیدہ اعمال ہوتے ہیں ان سے آراستہ کیا تھا۔

اگر مسلم معاشرہ کلمہ پڑھنے' نماز' روزے کی پابندی اور حج کرنے کے باوجود بیان کردہ بداعمالیوں میں مبتلا رہے گا تو ایسا مسلم معاشرہ پاکیزہ معاشرہ نہیں کہلائے گا اور نہ ہی ایسے معاشرے کو دیکھ کر لوگ پاکیزہ دعوت ایمان قبول کریں گے۔

☆ رسول اللہ ﷺ کی ۱۳/سالہ مکی زندگی میں صلح حدیبیہ کے بعد دو سالوں میں اور فتح مکہ کے بعد لوگوں کی جتنی بڑی تعداد اسلام قبول کی اس کی مثال مکہ معظّمہ کی ۱۳/سالہ زندگی میں نہیں ملتی۔

حضور ﷺ کی تین سالوں میں جس کثرت کے ساتھ لوگ مسلمان ہوئے اس سے پہلے ایسی مثال نہیں ملتی، اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ صلح حدیبیہ کے بعد عربوں کو اور خاص طور پر مکہ کے مشرکین کو شام جاتے ہوئے صلح کی وجہ سے مکہ آ کر اپنے رشتہ داروں سے ملنے کی آزادی مل گئی تھی، لوگ اپنے اپنے رشتہ داروں اور دوستوں سے ملنے کے لئے مدینہ آ کر صحابہؓ کے مہمان بننے لگے، تو ان کو اپنے مشرک معاشرے کی ناپاکی کے مقابلے میں اسلامی معاشرے کے مسلمانوں کی پاکیزہ زندگیوں کو ساتھ رہ کر قریب سے دیکھنے کا موقع ملا، اور دونوں معاشروں کا کھلا فرق نظر آنے لگا، جس کی وجہ سے وہ پاکیزہ زندگی اختیار کرنے اور ایمان قبول کرنے کا خیال دلوں میں اترنا شروع ہو گیا، وہ دیکھتے اور محسوس

کرتے کہ وہ لوگ جو ان کے حسب نسب خاندان ہی میں ان کی زبان ایک ہے، ان کا پیدائش کا مقام ایک ہی ہے، کل تک مکہ میں ہمارے ساتھ رہ کر نا پاک زندگی میں پرورش پائے، شراب پیتے، قتل وخون کرتے، حرام مال کھاتے، زنا اور جوے کے شوقین، فحش کلام کرتے، چوری، ڈکیتی کے عادی، جھوٹ، فریب کے عادی، ناانصافی اور ظلم کے عادی، ناچ گانے بجانے کے عادی، غرور وتکبر میں رہتے ہیں، بے حیاء و بے شرم پھرتے ہیں، کیا بات ہے کہ یہ فرشتوں جیسی پاکیزہ زندگی گذار رہے ہیں، حیوانوں سے بدتر زندگی گذارنے والے انسانیت اور ہمارے لئے مثال اور نمونہ بنے ہوئے ہیں، ان کی یہ حالت کے خود بھوکے رہ کر دوسروں کا پیٹ بھر رہے ہیں، آخر ان میں زمین وآسمان کا اتنا بڑا فرق کیسے پیدا ہوگا، ابھی ابھی مدینہ میں آنے کے بعد صرف کلمہ طیبہ کے الفاظ زبان سے ادا کرتے ہی ان کی زندگیوں میں اتنا بڑا انقلاب اور تبدیلی و پاکیزگی کیسے آگئی؟ وہ بغیر سوچے سمجھے کلمہ نہیں پڑھے، وہ مکہ واپس جاکر ان کی پاکیزہ زندگیوں کا چرچا اپنے اپنے خاندانوں میں دوستوں اور ساتھیوں میں کرنے لگے اور ان کو یہ بات سمجھ میں آگئی کہ یہ لوگ اللہ کا پاک کلمہ پڑھے ہیں، اور پاک نبیؐ کی صحبت و پاک کلام کی وجہ سے فیض یاب ہوکر تربیت پارہے ہیں، ان کا ایمان حلق سے نیچے اتر کر دلوں میں جگہ بنالیا، یہ لوگ پاک کلمہ پڑھ کر کلمہ کے حقوق اور ذمہ داریاں وفرائض ادا کررہے ہیں، پھر وہ خود بھی کلمہ پڑھ کر پاکیزہ زندگی اختیار کرچکے ہیں، اور کلمہ کا نور پاکیزگی ان کی زندگیوں سے بھی ظاہر ہونا شروع ہوگئی اور قیامت تک مثالی انسان بن گئے۔

سوال: اگر ایمان رکھ کر پاک زندگی نہ گذاریں تو کیا ہوگا؟

جواب: اگر ایمان رکھ کر پاک زندگی نہ گذاریں تو اللہ تعالیٰ چاہے تو معاف کرسکتا ہے، چاہے تو سزا دے سکتا ہے، قبر میں، حشر کے میدان میں، پل صراط پر یا دوزخ میں سزا دے کر پاک کرے گا، اور پھر پاک کرنے کے بعد دوزخ سے نکال لے گا۔

سوال: جو لوگ کلمہ طیبہ کا انکار کرکے ایمان قبول نہیں کرتے، کیا وہ لوگ روحانی

پاکیزگی حاصل کر سکتے ہیں؟

جواب: جو لوگ کلمہ طیبہ کے ذریعہ ایمان نہیں لاتے وہ اندرونی اور بیرونی ناپاکی میں رہتے ہیں اور روحانی پاکیزگی حاصل نہیں کر سکتے، ظاہری پاکی میں بغیر طہارت' غسل جنابت اور حیض ونفاس سے پاک ہوئے بغیر رہتے ہیں، اندرون میں شرک' کفر اور منافقت میں مبتلا رہتے ہیں، حرام مال سے جسم کے اندرون کو بھی ناپاک کر لیتے ہیں، اور گندے وناپاک راستوں سے رزق حاصل کر کے گندے وناپاک اعمال رذیلہ میں زندگی گذارتے ہیں، اس لئے انسان جب خلیفۂ زمین بنایا گیا ہے تو اُسے دنیا کی گندگیوں سے دور رہ کر پاکیزہ زندگی گذارنے اپنے مالک القدوس کی چند صفت کی نقل کرنا تب ہی وہ اللہ کا قرب لوٹ سکتا ہے اور جنت کا وارث بن سکتا ہے، اللہ پاک ہے، اس نے حضرت موسیٰؑ کے لئے کوہِ طور کے دامن میں پاک میدان میں تجلی فرمائی۔

☆☆☆☆☆

دنیا میں مصیبتوں کے آنے کی حکمت

دنیا میں انسان پر چار وجوہات سے مصیبتیں آتی ہیں:

(۱) نیک اور صالح بندوں پر امتحان وآزمائش کے لئے مصیبت آتی ہے، وہ جب صبر جمیل اختیار کرتے ہیں تو اللہ ان کے درجات بلند کرتا، اس لئے نیکی پر چلنے والے مصیبت پر اللہ کی نعمت سمجھ کر صبر کرتے ہیں۔

(۲) نیک اور صالح بندوں کو جن سے غفلت' نادانی' بھول اور مجبوری میں گناہ بھی ہوجاتے ہیں، اللہ کی اطاعت وبندگی میں کوتاہی ہوجاتی ہے، اللہ تعالیٰ ان پر دنیا ہی میں مصیبت ڈال کر موت سے پہلے ہی ان کو ان کے گناہوں سے پاک کر دیتا ہے۔

(۳) غفلت ونافرمانی میں زندگی گذارنے والے مسلمانوں پر ان کو غفلت سے جگانے اور توبہ واستغفار کر کے اللہ کی طرف رجوع ہونے اور اسلام کی پابندی کرنے کے لئے مصیبت میں ڈالتا ہے؛ تاکہ وہ سدھر کر آخرت میں کامیابی کے قابل ہوجائیں۔

............باقی صفحہ:۵۲/ پر...........

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمِیْدُ (تعریف وشکر کے لائق)

وَاعْلَمُوْٓا أَنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ٥ (البقرہ:۲٦۷)

ترجمہ: یاد رکھو کہ اللہ ایسا بے نیاز ہے کہ ہر قسم کی تعریف اسی کی طرف لوٹتی ہے۔

إِنَّہٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ٥ (ھود:۷۳)

ترجمہ: بیشک وہ ہر تعریف کا مستحق، بڑی شان والا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا صفتی نام ہے، انسان کی فطرت ہے کہ جس میں بے انتہاء کمال و جمال ہو، اور جو بہت زیادہ احسان وانعام کرنے والا ہو، جو بہت زیادہ محبت کرنے والا، مہربان اور رحم کرنے والا ہو، اس کی تعریف کرتا اور اس کا شکر گذار بنا رہتا ہے، سوائے اللہ کے کائنات میں کوئی دوسرا نہیں جو اپنی مخلوقات پر بے انتہاء احسانات وانعامات اپنی صفت جمال سے کرتا رہتا ہے، اللہ جیسا کمال، قدرت اور جمال کسی میں نہیں، ساری کی ساری مخلوقات اس کے احسانات اور نعمتوں میں ڈوبی ہوئی ہیں، اور دن رات اللہ ہی کی حمد وثناء بیان کرتی ہیں۔

اللہ کے احسانات وانعامات بغیر کسی رُکاوٹ کے ہر مخلوق پر مسلسل جاری ہیں، جن کا احاطہ اور شمار کرنا کسی کے بس کی بات نہیں، کوئی شمار ہی نہیں کرسکتا۔

جتنی مخلوقات میں جو بھی کمال وخوبی نظر آتی ہے وہ ان کا اپنا ذاتی کمال وخوبی نہیں، اللہ کا عطیہ اور دین ہے، اس لئے ساری تعریف اور شکر کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

امام ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ اللہ اپنے تمام کاموں، تمام باتوں اور تمام احکام نازل کرنے اور مخلوقات کی تقدیر مقرر کرنے میں تعریف ہی تعریف وحمد کے لائق ہے، چاہے کوئی مخلوق آسمانوں میں ہو، فضاؤں میں ہو، زمین میں ہو، یا زمین پر ہو، سمندروں میں ہو،

ہر ایک کی حمد وثناء میں مشغول ہے، اس کا ہر قول تعریف کے لائق ہے، ہر حکم حکمتوں پر مبنی ہے، ہر فیصلہ انصاف کا ہے۔

اگر کوئی تعریف کرے یا نہ کرے پر وہی ذات تعریف کے لائق ہے، اس کے علاوہ کوئی دوسرا الحمید نہیں، وہ غنی ہی غنی اور صمد ہی صمد ہے، الحمید سے مراد وہ ذات ہے، جس نے مخلوق پر اپنی تعریف کو واجب قرار دیا ہے، کیونکہ وہی اپنی مخلوقات پر بے انتہاء انعامات کرر کھے ہیں، جب انسان کو اللہ کے احسانات وانعامات یاد رہیں گے اور وہ اس کی مختلف صفات کے ذریعہ احسانات کی پہچان حاصل کرے گا تو جان جائے گا کہ اس جیسا احسانات کرنے والا کوئی دوسرا نہیں، تو دل کی گہرائی سے تعریف کرے گا، انسان کی فطرت بھی یہی ہے کہ وہ اپنے محسن کا شکر گزار بندہ بنتا ہے اور اس سے محبت کر کے اسی کی اطاعت و بندگی کرے گا، اس لئے انسان کو اللہ کے احسانات وانعامات پر نظر رکھ کر زندگی گذارنا چاہئے، اللہ کے یہ احسانات وانعامات قدرت کے کمالات، اُسے اللہ کی صفات میں غور کرنے سے نظر آئیں گے۔

انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کمال اور جمال پر غور کرے گا تو حمد وشکر ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا، اگر انسان اللہ کی صفات **الخالق، الرب، الرزاق، الرحمن، الرحیم، العفو، الودود، السلام، المؤمن، الغفور، الحفیظ، الوھاب، الرؤوف، الھادی، الحکیم، القدر و القادر، الکریم، العدل، التواب، الولی، الصبور** وغیرہ وغیرہ تمام صفات کو ذہن میں رکھے گا تو اس کو اللہ کی قدرت کا کمال اور اللہ کی محبت، مدد، قدر دانی، اس کا صبر، اس کی معافی پر معافی دینا، سدھرنے کی مہلت دینا، حفاظت کرنا، پرورش کرنا، امن دینا، رحم کرنا، محبت کرنا، سلامتی دینا، نعمتیں عطا کرنا، ہدایت دینا، حکمت کے احکام عطا کرنا، ہر چیز پر قادر رہنا، انصاف کرنا وغیرہ وغیرہ سب احسانات یاد رہیں گے، اور وہ تعریف وشکر ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا، جب انسان کو ان صفات کی معرفت حاصل ہوگی تو وہ دل سے اللہ کے شکر اور تعریف میں الحمد للہ ادا کرے گا۔

اللہ جیسا خالق کوئی دوسرا نہیں (صفت کمال)

اللہ تعالیٰ اپنی تخلیق میں کمال ہی کمال رکھتا ہے، وہ بغیر اسباب کے کسی بھی چیز کو ''کُن'' کہہ کر وجود میں لاتا ہے اور وہ بن جاتی ہے، پھر اپنی صفات الباری اور المصور سے اس کی مختلف حالتیں اور شکلیں بدل بدل کر' اس کی صورت' اس کا رنگ' اس کی جسامت' اس کے صفات' اس کے اعضاء کی شکل وصورت کو کمال تک پہنچاتا ہے، بیشک اللہ جیسی تخلیق کوئی دوسرا کر ہی نہیں سکتا۔

اَلْحَمْدُلِلّٰه وہ بغیر ماں باپ کے ترکاریوں' پھلوں' غلوں میں گندگی میں کیڑے پیدا کرتا رہتا ہے، وہ بغیر ستون اور سہارے کے آسمان کو ہمارے سروں پر قائم کر رکھا ہے، وہ بغیر ماں باپ کے آدم وحوا کو بنایا، اور بغیر باپ کے حضرت عیسیٰؑ کو پیدا کیا، یہ سب اس کی تخلیق کے کمالات ہیں، اس پر بندہ غور کرے گا تو پکار اٹھے گا اللہ جیسا کمال کسی میں نہیں الحمدللہ وہی اکیلا تعریف کے لائق ہے، زندہ سے مردہ کو اور مردہ سے زندہ کو نکالتا ہے، مردہ بیج سے پودا' پودے سے بیج، انڈے سے پرندہ' پرندے سے انڈا، رات سے دن' دن سے رات، جاندار سے نطفہ اور نطفے سے جاندار کو نکالتا ہے۔

اللہ جیسا رب کوئی دوسرا نہیں (صفت کمال)

اللہ اکیلا رب یعنی مالک بھی ہے، مربّی بھی ہے، کفیل بھی ہے، پرورش کرنے والا بھی ہے، وہ ہر مخلوق کو ہر عمر میں' ہر ضرورت کو محبت کے ساتھ پورا کر کے کمال تک پہنچاتا ہے، وہ مخلوقات کی پرورش' دنیا وآخرت میں بھی کرتا ہے، وہ' کسی مخلوق کی پرورش کرنے' تربیت کرنے اور حفاظت کرنے میں کسی بھی سبب کا محتاج نہیں ہے، وہ بغیر اسباب' بغیر نوکری' بغیر تجارت' بغیر ہنر کے جانداروں کے بچوں کو ماں کے پیٹ اور انڈوں کے اندر پرورش کرتا ہے، اور دنیا میں آنے کے بعد پرندوں کو بھوکا اٹھاتا ہے، مگر بھوکا نہیں سُلاتا، وہ

بغیر ماں باپ کے مکھی، مچھر، چیونٹی، کیڑے، مکوڑوں کے لاروں کو اور مچھلی، مینڈک، مگرمچھ تا نبیل کے بچوں کی بغیر ماں باپ کے پرورش اور تربیت کرتا ہے، بیشک اللہ کی طرح پرورش کرنے والا کوئی دوسرا نہیں۔

وہ زمین سے سمندروں کے کھارے پانی کو بخارات بنا کر ہوا سے ہلکے بنا دیتا اور آسمانوں پر بادلوں کی شکل میں رکھتا، پھر بارش کے موسم میں زمین کے جس حصے پر بارش کا موسم ہو وہاں اپنے حکم سے پانی کو میٹھا بنا کر قطروں کی شکل میں برساتا ہے، اور مردہ زمین کو زندہ کر کے اس میں سے پودے اور درخت اُگا کر جانداروں کی پرورش کا سامان نکالتا ہے۔

انسان اور جنات اس کی نعمتیں کھا کر لفظ الحمد للہ کے ذریعہ شکر ادا کرتے ہیں۔

وہ اکیلا زمین، آسمان، ہوا، پانی، سمندروں، جانوروں، نباتات، جمادات، انسان اور جنات وغیرہ سب کی پرورش مسلسل کر رہا ہے، یہ صرف اسی کا کمال وقدرت ہے، الحمد للہ ورنہ انسان کی کوئی حکومت دوسری مخلوقات تو بہت دور کی بات ہے، جانوروں کو چارہ، پانی نہ ملے، یا بادشاہ کی اولاد کو دوا نہ ملے تو بادشاہ اپنے بیٹے کی ضرورت تک پوری نہیں کر سکتا۔

اللہ جیسا الہادی کوئی دوسرا نہیں

اللہ تعالیٰ دنیا میں دو قسم کی مخلوقات پیدا فرمایا ایک بظاہر بے جان اور دوسری جاندار، دونوں کو اپنی اپنی زندگی گذارنے کے ضابطے اور قانون کی ہدایت دینا اللہ ہی کی ذمہ داری ہے، تب ہی یہ کائنات کا نظام صحیح چل سکتا، ورنہ کوئی مخلوق اپنی ذمہ داری ادا نہیں کر سکتی، نہ کوئی انسانی حکومت ان کو زندگی گذارنے کا ضابطہ وقانون کی ہدایت دے سکتی ہے۔

دنیا میں جو مخلوق بظاہر بے جان نظر آتی ہے، مثلاً زمین، آسمان، ہوا، پانی، پتھر، درخت، آگ، سورج، چاند، ستارے، ریگستان، ان کو اپنی ذمہ داری کی ہدایت دینا ضروری ہے، ان کے علاوہ جانور جو درندے، چرندے اور پرندے ہیں، ان کو بھی اپنی اپنی زندگی کی ہدایت دینا ضروری ہے، اللہ تعالیٰ کا یہ کمال ہے کہ وہ ان تمام مخلوقات کو جس کے پاس

انسان جیسی عقل وفہم نہیں، وہ بغیر کتاب' بغیر استاد اور بغیر مدرسہ کے ان کے پیٹ میں ہدایت رکھ کر پیدا فرماتا ہے، سورج' چاند' ستاروں' آسمان وزمین اور ہوا' پانی کو اللہ تعالیٰ فطری ہدایت کے ساتھ بنایا اور پیدا فرمایا ہے، ان کو بیرون سے ہدایت ورہنمائی کی ضرورت نہیں رکھا، یہ صرف اور صرف اللہ کی ہدایت کا کمال ہے، الحمدللہ، اللہ جیسی ہدایت دینے کی قدرت کسی میں نہیں، اسی فطری ہدایت کی وجہ سے ہر جنس اپنی اپنی جنس کے مکمل فرد بنتے ہیں، کوئی اونٹ سے ہاتھی نہیں بنتا اور نہ کسی دوسرے کی صفات اختیار کرتا ہے۔

اللہ نے انسان اور جن کے لئے فطری ہدایت مچھلی' مرغی اور درخت کی طرح ہدایت کا طریقہ کار نہیں رکھا، البتہ ان کے جسمانی اعضاء فطری ہدایت پر ہی کام کرتے ہیں، کوئی بھی زبان سے پکڑنے ہاتھ سے بولنے کا کام نہیں لے سکتا۔

اللہ نے انسان کو زندگی گذارنے کا ضابطہ اور قانون پیغمبر پر وحی نازل کر کے دیا ہے؛ تا کہ انسان بیرون سے تربیت ورہنمائی حاصل کر کے آخرت کی کامیاب زندگی گذارے، دنیا میں اللہ نے عقائد' عبادات' معاشرت' معاملات اور اخلاقیات کی جو تعلیم پیغمبر کے ذریعہ دی اس سے بہتر اور عمدہ تعلیم کوئی انسان نہیں دے سکتا، اس پر زندگی گذارنے والے انسان دنیا اور آخرت میں اپنی زندگی کو جنت والی بنا سکتے ہیں اور ہر حکم' ہر قانون کی عمدگی پر اللہ کی تعریف اور شکر ادا کرنے الحمدللہ کہتے ہیں۔

قرآن کو ایسی ہدایت ورہنمائی کی کتاب بنایا جس کی نظیر اور مثال قیامت تک کوئی نہیں لاسکتا، اس کی تلاوت کرنے، اس پر عمل کرنے، اس کے سمجھنے سمجھانے اور ایمان لانے میں کمال ہی کمال ہے، الحمدللہ۔

اللہ تعالیٰ الباری جیسا کوئی دوسرا نہیں (صفت کمال)

اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کو پیدا کرتا ہے، بناتا ہے، تو وہ وجود میں آجاتی ہے، بیج سے کمزور کومل زمین سے نکالتا، پھر صفت باری سے پورا بناتا، پھر اس کی آہستہ آہستہ شکل

تبدیل کر کے درخت بناتا اور پھر درخت سے پھول پھل' پتے اور ڈالیاں نکالتا ہے۔

جانداروں کے بچے ماں کے پیٹ اور انڈوں سے پیدا کرتا ہے، بچے' بچپن میں نازک اور خوبصورت ہوتے ہیں، پھر ان کو آہستہ آہستہ صفت الباری سے مکمل انسان اور مکمل جانور بناتا ہے، پھر بڑھاپے سے موت دیتا اور انسان کی تخلیق جنت یا جہنم میں مکمل کرتا ہے، ایسی صفت الباری رکھنے والا کوئی دوسرا نہیں، الحمدللہ۔

دنیا کو بھی اللہ نے بنایا جب اس کی عمر مکمل ہو جائے گی تو صفت الباری سے قیامت قائم کر کے دوسری نئی دنیا آباد کرے گا، اور پھر میدان حشر میں حساب کتاب کے بعد جنت و جہنم جس کا اندازہ انسان نہیں لگا سکتا' آباد کرے گا، یہ اللہ کی تخلیق کا کمال ہے، کہ وہ صفت الباری سے دنیا کی زندگی شروع کر کے جنت و جہنم میں مکمل کرے گا، بیشک اللہ جیسا الباری کوئی دوسرا نہیں، الحمدللہ۔

اللہ جیسا المصور کوئی دوسرا نہیں (صفت کمال)

اللہ تعالیٰ دنیا میں جتنی مخلوقات پیدا فرمایا ان سب کی شکل وصورتیں' رنگ' صفات' عادتیں اور قد الگ الگ رکھا، زمین' آسمان' ہوا' پانی' پہاڑ' ریگستان سب کو الگ الگ صورتیں شکلیں عطا کیا، مگر جو جس جنس کا ہو' اسی دنیا میں ایک ہی صورت اور ایک ہی صفات ایک ہی آواز و عادات والا بناتا، مثلاً شیر یا ہاتھی یا اونٹ پوری دنیا میں اپنی اپنی جنس میں ایک ہی طرح کی صورت رکھتے ہیں، اور ان کی صفات اپنی اپنی جنس کے لحاظ سے ایک ہی طرح کی ہیں۔

ان کے برعکس اللہ نے انسانوں کو ایسا نہیں بنایا، ہر انسان کی صورت الگ الگ' آواز الگ الگ' طبیعت و مزاج' صفات اور فطرت الگ الگ بنایا، پھر ان کی آوازیں بھی الگ الگ رکھا، ہر مرد کی آواز اور ہر عورت کی آواز الگ الگ رکھی، چنانچہ مختلف ملکوں میں پیدا ہونے والے انسانوں میں بعض کی آنکھیں بھوری' بعض کی نیلی اور بعض کی کالی وسفید،

کسی کی ناک دبی ہوئی، کسی کے ہونٹ موٹے، کسی کا قد چھوٹا اور کسی کا لمبا، اور کوئی گورا اور کوئی کالا، یہ اللہ کی صفت المصور کا کمال ہے، الحمدللہ۔ بیشک اس جیسا کمال کسی دوسرے میں نہیں، یہاں تک کہ انسان کے ہاتھ کی انگلیوں کی لکیریں تک الگ الگ رکھی۔

اگر اللہ سارے انسان ایک صورت، ایک رنگ، ایک آواز، ایک قد، ایک ہی عادات وصفات والے رکھتا، تو انسان، شوہر، بھائی، بیٹا، بیوی، بہن اور بیٹی ہیں، پہچان ہی نہیں رکھ سکتا تھا، یہ اللہ کی صفت تخلیق میں صفت المصور کا کمال ہے، الحمدللہ۔ بیشک اس جیسا کمال کسی میں نہیں، الحمدللہ۔

اللہ نے انسانوں میں پہچان کا طریقہ رکھ کر احسان کیا، اسی احسان کی وجہ سے دنیا میں پردہ کا نظام، شرم وحیاء کا نظام، نکاح کا نظام زنا کو حرام کرنا، شناخت، رشتہ داری، خاندان کا نظام، ملکی وغیر ملکی کا نظام، نوکر وخادم اور بادشاہ کا نظام، مجرم اور پولیس کا نظام، دنیا میں قائم ہو سکتا ہے، الحمدللہ۔

اللہ جیسا رزّاق کوئی دوسرا نہیں (صفت کمال)

اللہ تعالیٰ نہ صرف رب ہے؛ بلکہ اس نے جتنی چیزیں پیدا کی ہیں رزاق ہونے کے ناطے ان سے فائدہ اٹھانے کے لئے ان کے ذریعہ نعمتیں دے رہا ہے۔

اس نے رب ہونے کے ناتے درختوں کو پیدا کیا، درختوں سے پھول، پھل، پتے، لکڑی، سایہ، پاکیزہ ہوا، آکسیجن یہ سب رزاق ہونے کے رزق دے رہا ہے، الحمدللہ۔

وہ رب ہونے کے ناتے جانور پیدا کئے، ان جانوروں سے رزّاق ہونے کے ناتے دودھ، انڈے، گوشت، چمڑا، ہڈی، سواری، خوبصورتی وسکون عطا کر رہا ہے، الحمدللہ۔

اس نے رب ہونے کے ناتے زمین بنایا، مگر رزاق ہونے کے ناتے زمین پر کھیت، باغات، مکانات، دکانات، سڑکیں، معدنیات، ندی، نالے، نہریں، تالاب، جنگلات جیسی نعمتیں عطا کر رہا ہے، الحمدللہ۔ اس جیسا رزّاق کوئی نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے رب ہونے کے ناتے ہوا پیدا کی، پھر رزاق ہونے کے ناتے ہوا سے مختلف گیا سیس عطا کر رہا ہے، ہوا سے انسان کے ٹیلیفون، انٹرنیٹ، فیکس، ٹی وی کے سسٹم چلانے کی نعمت دیا ہے، ہوا سے پانی کو بخارات بنا کر بادلوں اور برف کی شکل میں آسمان پر محفوظ کرتا ہے اور اسی کے ذریعہ بارش کی نعمت عطا کر رہا ہے، ہوا میں انسان کے لئے آکسیجن اور نباتات کے لئے کاربن ڈائی آکسائیڈ کا رزق رکھا ہے، الحمدللہ۔ اس جیسا کوئی دوسرا رزاق نہیں۔

اللہ تعالیٰ جانداروں کو رب ہونے کے ناتے جسم اور پورے اعضاء دئے، پھر جسم میں طاقت جیسا رزق دیا، آنکھوں میں روشنی اور دیکھنے کا رزق دیا، کانوں میں سننے کا رزق دیا، دماغ میں سوچنے سمجھنے کا رزق دیا، زبان میں بات کرنے کا رزق دیا، جسم میں نطفہ پیدا کر کے اولاد کا رزق دیا، یہ رزق ہر ایک کو کم زیادہ دیتا ہے، الحمدللہ، بیشک اس جیسا رزّاق کوئی دوسرا نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ حکومت، کھیت، باغات، نوکری، تجارت، ہنر، دولت، سکون، خوشحالی، غم، پریشانی، نیند، تندرستی، دوا، عزت، انسانوں کی مدد و خدمت، یہ سب رزق رکھا ہے، اور ہر مخلوق کو ان کے آرام و راحت کے ساتھ زندگی گذارنے کا سامان عطا کرنا رزق ہے، اللہ نے ہر مخلوق کی زندگی کا رزق الگ الگ انداز کا رکھا ہے، الحمدللہ، بیشک اس جیسا رزّاق کوئی دوسرا نہیں ہے۔

اللہ جیسا الوھّاب (خوب عطا کرنے والا) کوئی دوسرا نہیں (صفت کمال)

اللہ تعالیٰ مختلف جانداروں کی مختلف غذائیں رکھی ہیں، انسان بکری، گائے، بیل، بھینس، اونٹ اور مرغی جیسے جانور خوب کھاتا ہے، اور ہر روز دنیا میں یہ جانور لاکھوں کی تعداد میں ذبح ہوتے ہیں، مگر اس کے باوجود اللہ تعالیٰ ان جانوروں کی کبھی کمی پیدا ہونے نہیں دیتا، ان میں برکت ہی برکت رکھی ہے، ان کے ریوڑ دیہاتوں میں نظر آتے ہیں، دوسرے جانور سور، کتا، بلی کو ایک وقت میں چار چھ بچے ہوتے ہیں، وہ اتنے

نظر نہیں آتے جتنے یہ جانوروں میں اللہ نے خوب برکت رکھی ہے،ان کو ایک وقت میں ایک یا دو بچے ہوتے ہیں، مرغی کا گوشت انڈے ہر روز لاکھوں کی تعداد میں ذبح ہونے اور کھائے جانے کے باوجود پھر لاکھوں کی تعداد میں موجود ہوتے ہیں۔

اسی طرح مچھلیاں' مختلف جانوداروں کی غذاء ہے، ہر روز لاکھوں کی تعداد میں کھائی جاتی ہیں، سمندر میں کم نہیں ہوتیں، ہمیشہ ان کے غول کے غول نظر آتے ہیں۔

ہر روز لاکھوں گیلن پانی استعمال ہوتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے پانی میں ایسی برکت رکھی کہ اس میں کمی ہی نہیں ہوتی، یہ سب اللہ کی صفت الوھاب کی عطا اور مہربانی ہے، الحمدللہ، یہ صرف اللہ کا کمال ہی کمال ہے، جس پر انسان کو شکر ادا کرنا چاہئے، بیشک اس جیسا الوھّاب کوئی دوسرا نہیں۔

اللہ تعالیٰ کپاس عطا کرتا ہے، جس سے دھاگا بنا کر لباس بنایا جاتا ہے، روئی میں اتنی برکت عطا کی کہ دنیا کا ہر انسان مختلف رنگ کے لباس بنا کر استعمال کرتا ہے، کوئی ننگا نہیں رہتا، یہ بھی اللہ کی صفت الوھاب کی نعمت ہے، اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے الحمدللہ کہنا چاہئے۔

انسان کے علاوہ کسی دوسری مخلوق کو لباس نہیں دیا گیا، لباس سے انسان خوبصورتی اور سردی' گرمی سے حفاظت اور زندگی کے سامان حاصل کر سکتا ہے الحمدللہ۔

اللہ تعالیٰ جانداروں کی غذاء کے لئے نباتات پیدا کر کے غلہ' ترکاری' پھلوں کے پودے اور درخت اُگاتا ہے، اور پھر پودے اور درخت سے ہزاروں بیج نکالتا ہے، ان بیجوں میں برکت یہ رکھی ہے کہ غلہ' اناج' ترکاری اور پھلوں کے کروڑہا درخت اُگاتا ہی رہتا ہے، یہ اللہ کی صفت الوھاب کی نعمتیں' جانداروں کو نباتات سے ملتی رہتی ہیں، اس کو کھانے کے بعد انسان کو الحمدللہ ضرور کہنا چاہئے، اس لئے مخلوقات کی ہر ضرورت کی تکمیل میں اتنی برکتیں عطا کرتے رہنا یہ صرف اللہ کی صفت الوھاب ہی کا اظہار ہے، الحمدللہ، بیشک اس جیسا خوب عطا کرنے والا کوئی دوسرا نہیں۔

اللہ جیسا رحمٰن (رحمت والا) کوئی دوسرا نہیں (صفت جمال)

اللہ تعالیٰ کی ایک خاص رحمت ہے، دوسری عام رحمت ہے، اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوقات کو اپنی عام رحمت' الرحمٰن کے ذریعہ رحمت عطا کرتا رہتا ہے، جس کی وجہ سے وہ دنیا کی زندگی ختم ہونے تک سلامت رہتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں میں ڈوبے رہتے ہیں، اور اللہ کی عبدیت و بندگی کرتے رہتے ہیں، اللہ نے جس مقصد کے لئے انہیں بنایا اور پیدا کیا اُسی مقصد کے تحت اپنی زندگی گذارتے، ذمہ داریاں ادا کرتے، کبھی نافرمانی نہیں کرتے۔

انسانوں اور جنات میں بھی جو نافرمان اور باغی ہیں اللہ اپنی صفت الرحمٰن سے انہیں دوسری مخلوقات کی طرح نعمتیں عطا کرتا رہتا ہے، کبھی ہوا' پانی' روشنی' غذائیں اور پھل وغیرہ نہیں روکتا، فوراً عذاب نہیں دیتا، اللہ نے اپنے غضب پر رحمت کو غالب رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی خاص رحمت صفت الرحیم کے ذریعہ جس بندے سے محبت کرتا ہے' دین کی سمجھ عطا کرتا ہے، اعمالِ صالحہ کی توفیق' نیکیوں سے محبت اور گناہوں سے نفرت عطا کرتا ہے، اور مرنے کے بعد آخرت میں صفت الرحیم ہی سے جنت کی نعمتیں عطا کرتا ہے۔

جو انسان دنیا کی زندگی میں ایمان پر رہتا ہے اور نبی کی محبت میں اللہ کے احکام پر چلتا ہے اور دنیا میں مختلف نعمتوں سے فائدہ اٹھاتا ہے وہ ان دونوں صفات پر نظر رکھ کر اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے الحمدللہ کے ذریعہ اللہ کا شکر گذار بندہ بنا رہتا ہے، صبر اور شکر والی زندگی سے اللہ کو راضی کرتا ہے، بیشک اس جیسا رحم کرنے والا رحمٰن ورحیم کوئی دوسرا نہیں۔

اللہ نے الودود ہونے کے ناتے اپنی محبت کو مخلوقات میں ظاہر کیا

اللہ تعالیٰ اپنی سو حصے رحمت میں سے ایک حصہ دنیا میں نازل کیا، ۹۹ رحصے اپنے پاس ہی رکھا ہے، جو انسان قیامت میں دیکھے گا، اسی رحمت کی وجہ سے وہ اپنی محبت مختلف مخلوقات میں پیدا کیا ہے، چرندے' پرندے اور درندے اسی محبت کی وجہ سے اپنے بچوں کی

پرورش کی وجہ سے اپنے بچوں کی پرورش پوری حفاظت و دیکھ بھال سے کرتے، پرورش میں چوکنّا رہتے ہیں، یہاں تک کہ بچوں پر پیر تک نہیں رکھتے، ان کے لئے نرم گھونسلہ بناتے ہیں، انسانی ماں باپ میں بھی اللہ تعالیٰ اپنی محبت پیدا کرتا ہے، اور بچے کے لئے ماں باپ میں زبردست محبت دیتا ہے، جس کی وجہ سے ماں حمل کے دوران اور پرورش کے بعد بچے کی پُرتکلف محبت میں برداشت کرتی اور باپ اپنی محنت کی کمائی بچہ پر خرچ کرتا ہے، حالانکہ تمام جانداروں کے بچے پیدا ہونے سے پہلے اور پیدا ہونے کے بعد مجبور و محتاج ہونے کی وجہ سے ماں باپ کے لئے بہت مصیبت و تکلیف دہ ہوتے ہیں، مگر اللہ اپنی محبت ان میں ڈال کر پرورش محبت سے کرواتا ہے۔

پھر اسی طرح ماں باپ جب بوڑھے ضعیف ہوجاتے ہیں، کمزور، اپاہج ہوجاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی صفت الودود سے اولاد میں محبت ڈالتا اور اولاد ماں باپ سے بڑھاپے میں محبت کرکے ان کی خدمت اور دیکھ بھال میں اللہ کی رضاء حاصل کرتے اور خوشی خوشی ماں باپ کی خدمت کرتی ہے، اگر اللہ یہ محبت پیدا نہ کرے تو ماں باپ اولاد کے لئے مصیبت میں رہتے تھے، جب ایمان والے اللہ کی اس محبت پر غور کرتے ہیں، تو پکار اُٹھتے ہیں کہ بیشک اللہ جیسا ودود کوئی دوسرا نہیں، الحمد للہ، کہ اللہ نے ہمیں بچپن میں ماں باپ میں محبت پیدا کرکے پالا اور بڑھاپے میں اللہ اپنی محبت اولاد میں ڈال کر پرورش کرتا ہے۔

اللہ جیسا توّاب، عفو، غفور کوئی دوسرا نہیں (صفت جمال)

اتنا ہی نہیں اللہ نے اپنے صفتِ جمال مہربانی، نرمی کریمی کی وجہ سے انسان کو ایسے اعمال صالحہ کرنے کی تعلیم دی، جس سے اس کے گناہ صغیرہ بار بار بغیر توبہ کے معاف کرتا رہتا ہے، جب بندہ طہارت کرے، غسل جنابت کرے، وضو کرے، نماز ادا کرے، تلاوت و قراءت کرے، روزے رکھے، حج کرے، زنا نہ کرے، غریبوں کی مدد کرے، سلام کرے تو اللہ اس کے صغیرہ گناہ معاف کرتا رہتا ہے، یہ اللہ کا کرم اور محبت اس کے جمال حسن پر انسان نظر

رکھے گا تو دل کی گہرائیوں سے الحمدللہ کہ اعتراف کرے گا کہ اللہ جیسا مالک حقیقی تعریف و شکر کے لائق کوئی دوسرا نہیں اسے اپنے مالک کے عفوودر گذر غفور کا احساس ہونے پر اللہ سے محبت بڑھے گی اور وہ اُسی محبت میں اطاعت کے لئے دوڑے گا۔

اللہ تعالیٰ جیسا حلیم کوئی دوسرا نہیں (صفت جمال)

اس نے اپنی صفت صبور سے انسانوں کی سکرات شروع ہونے سے پہلے تک توبہ کی مہلت دے رکھا ہے، پھر بھی مومن توبہ نہ کرے تو اللہ تعالیٰ قبر، حشر اور دوزخ سے جلا کر پاک کر کے جنت میں داخل کرے گا الحمدللہ۔

انسان جوان ہونے کے بعد جان بوجھ کر یا علم کے نہ ہونے پر گناہ کرتا ہے، اور زمین پر اللہ کا انکار کرتا یا اللہ کے مقابلے مخلوقات کو عبادت کے لائق سمجھتا یا اللہ جیسی صفات، مخلوقات میں ہے سمجھتا، یا اللہ کے حقوق مخلوقات کو دے کر ان سے دعائیں، منتیں، مرادیں مانگتا، ان کو سجدہ رکوع سب کچھ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ باوجود پکڑنے اور سزا دینے کی طاقت رکھتے ہوئے اپنی صفات الحلیم، الصّبور، العفو اور الغفور سے سدھرنے اور سنبھلنے کا موقع عطا کرتا ہے؛ تاکہ بندہ توبہ کر کے گناہ سے دور ہو جائے، اس نے انسان کو سکرات شروع ہونے تک توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے، اللہ تعالیٰ کے اس جمال حلیم، صبور جو نرمی و محبت سے ظاہر ہوتا ہے، اس کو بندہ ذہن میں رکھے تو اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے الحمدللہ کہے گا۔

اللہ جیسا السلام کوئی دوسرا نہیں (صفت جمال)

اللہ تعالیٰ اپنے ایمان والے بندوں کو آپس میں سلام کرنے اور سلامتی کی دعاء دینے اور اپنی طرف سے سلامتی عطا کرنے کے اظہار کے لئے یہ دعاء کرنے کی تعلیم دی ہے، تاکہ انسانوں میں بغض وعداوت، کینہ کپٹ، دشمنی ونفرت ختم ہو، اور غرور وتکبر پیدا نہ ہو، اس دعاء پر سلامتی کے ساتھ نیکیاں بھی عطا کرتا ہے، اور اپنی رحمت وسلامتی نازل کرتا ہے۔

سلامتی اور رحمت انسان کے لئے بجلی کی روشنی کی مانند ہیں، روشنی میں جس طرح انسان ہر کام کرسکتا ہے، اسی طرح اللہ کی اطاعت و بندگی کے لئے بندے کو رحمت چاہئے؛ تا کہ وہ سلامتی کے ساتھ اپنے عمل صالح کو جاری رکھ سکے، انسان زندگی کے ہر اچھے کام میں اللہ کی سلامتی اور رحمت کا محتاج ہے، جو اُسے سلام کرنے سے ملتی رہتی ہے، اس کے بغیر وہ دنیا میں کامیاب زندگی نہیں گذار سکتا، سلام کے ذریعہ بندہ کو دنیا میں بھی اور مرنے کے بعد آخرت میں بھی سلامتی، رحمت و برکت چاہئے۔

حضرت آدم علیہ السلام کو جان ڈالتے ہی سب سے پہلے فرشتوں میں جا کر یہ دعاء سن کر یاد رکھنے کی تعلیم دی گئی تھی فرمایا تھا کہ یہ تمہاری اولاد کے لئے سلامتی و عافیت کی دعاء ہے، سلام کی حقیقت پر بندہ غور کرے تو دل سے اللہ کا شکر اور تعریف کرنے الحمد للہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا، یہ بندہ پر اللہ کی صفت السلام کا حسن و جمال اور احسان وانعام کی نعمت ہے، اس جیسی سلامتی دینے والا کوئی دوسرا نہیں۔

اللہ جیسا الرؤوف (نرمی وشفقت کرنے والا) کوئی دوسرا نہیں (صفت جمال)

بندہ اللہ کی عبادت یعنی عبدیت و بندگی ناقص انداز میں کرتا ہے، بندگی کا پورا حق ادا نہیں کرسکتا، نماز ہو یا تلاوتِ کلام اللہ ہو، بے شعوری کے ساتھ معنٰی و مطلب جانے بغیر کرتا ہے، بے توجہی اور دل و دماغ کو غائب رکھ کر کرتا ہے، ہر اطاعت میں احسان (اللہ کے دیکھنے، سامنے ہونے) کا خیال نہیں رکھتا، مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ اس کا مالک و آقا ہونے کی وجہ سے اپنی محبت، عطاء، کرم و مہربانی اور رحمت عطا کرتا رہتا ہے، جس طرح باپ اپنے چھوٹے بچے کی ناقص فرمانبرداری پر بیٹے سے خوش ہوتا ہے، باپ جو مٹھائی اُسے دیتا ہے، باپ کے مانگنے پر بچہ اسی مٹھائی سے چٹکی بھر دیتا ہے، باپ پھر بھی خوش ہوتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ تلاوتِ کلام اللہ اٹک اٹک کر پڑھنے والوں کو دُگنا ثواب دینے کا وعدہ کیا ہے، اس کی مثال یوں ہے:

حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں ایک چیونٹی ایک سوکھا پتہ لا رہی تھی، حضرت سلیمانؑ نے چیونٹی سے کہا: یہ میرے کس کام کا ہے، جو تم لا رہی ہو؟ چیونٹی نے کہا: سرکار! بیشک یہ آپ کے کسی کام کا نہیں ہے، قبول کر لیجئے، آپ بھی اللہ کی ہر روز عبادت کرتے ہیں، وہ اللہ کے کسی کام اور فائدہ کی نہیں ہوتی، پھر بھی اللہ اپنی مہربانی، شفقت، نرمی اور محبت کی وجہ سے قبول کر کے نیکیاں عطا کرتا ہے، بندہ کو اپنی عبادات واطاعت کی یہ حالت نظر آئے گی تو وہ اللہ کا شکر اور تعریف ادا کرنے کے لئے الحمدللہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا، یہ سب اللہ کا حسن و جمال اس کی صفت الرؤوف سے ہے جو مخلوقات کی ناقص عبادات پر بھی احسان وانعام کرتا ہے، بیشک اللہ جیسا رؤوف کوئی دوسرا نہیں۔

اللہ جیسا الولی کوئی دوسرا نہیں (صفت جمال)

انسان جانے گا کہ ایمان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ الولی ہونے کے ناتے انسان کا دوست، حمایتی، طرفدار اور مددگار بننے کے لئے تیار ہے، دنیا کا کوئی بادشاہ، وزیر اعظم اپنے نوکر اور غلام کو دوست نہیں بناتا، اور نہ اپنی ملکیت میں سے اُسے کسی حصے کا وارث بناتا ہے، حضرت آدم علیہ السلام سے آج تک بہت سارے لوگ اللہ کی عبدیت وبندگی کر کے بزرگ وولی بنے اور اللہ کے محبوب ودوست بننے کی وجہ سے ان کا نام انسانوں میں عزت واحترام اور محبت سے لیا جاتا ہے، اس کی مثال صحابہ کرامؓ ہیں، اس پر غور کرے گا تو انسان دل سے الحمدللہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا، اس لئے کہ اللہ جس بندے کا دوست بن جاتا ہے، جس کو پسند کر لیتا ہے، فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں، تم بھی اس سے محبت کرو، فرشتے اس سے محبت کرتے ہیں اور اس بندے کا چرچہ زمین پر شروع ہو جاتا ہے، اور وہ بندوں میں نیک وصالح بن کر مقبول ہو جاتا ہے، یہ اللہ کا احسان وانعام اس کی صفات المنّان (احسان کرنے والا، نوازنے والا) اور الشکور (نیک اعمال کی قدر کرنے والا) کے جمال سے ظاہر ہوتا ہے، وہ ساری مخلوقات کے لئے المحسن (احسان کرنے والا) ہے۔

اللہ تعالیٰ جیسا الشکور اور المنان کوئی دوسرا نہیں (صفات جمال)

اللہ تعالیٰ اپنے ایمان والے بندوں کا بڑا قدردان ہے، وہ ان کے نیک اعمال کی بڑی قدر کرتا ہے اور صرف ان کے نیکی کرنے کے ارادے پر ہی ایک نیکی کا اجر عطا کرتا ہے اور نیک عمل کرنے پر ایک نیکی کا دس گنا سے سات سو گنا تک اجر عطا کرتا ہے، پھر ان کے نیک اعمال کو ان کے ساتھ ہی دنیا سے ختم نہیں کر دیتا بلکہ دنیا ختم ہونے تک ان اعمال کے اثرات انسانوں میں پھیلاتا رہتا ہے جس کی وجہ سے ان کے دنیا سے چلے جانے کے باوجود ان کے نامۂ اعمال میں نیکیاں شامل ہوتی رہتی ہیں، اس نے قرآن مجید میں فرمایا کہ ذرّہ برابر بھی نیکی اور ذرہ برابر بدی کا وہ بدلہ اور اجر دے گا، انسان اللہ کی اس قدردانی اور احسان مندی اور نوازش کو ذہن میں رکھے تو اللہ کی صفات الشکور والمنان کے جمال و حسن کو محسوس کر کے الحمد للہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیغمبروں کا سلسلہ بند کر دیا اور امت مسلمہ پر پیغمبروں کا کام کرنے کی ذمہ داری ڈال کر امت محمدیہ کو بہت بڑا اعزاز اور مقام و مرتبہ عطا فرمایا، رسول اللہ ﷺ کے امتی اپنی اپنی استطاعت کے مطابق ایمان کی دعوت دنیا کی دوسری قوموں تک پہنچا سکتے ہیں اور ان کے ایمان قبول کرنے اور اسلام پر زندگی گذارنے کا ثواب داعی حضرات بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

اللہ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ اور حضرت عبداللہ ابن ام مکتومؓ کو رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ جانے سے پہلے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو مدینہ بھیج کر دعوتِ ایمان دلایا، ان کی دعوت پر جتنے لوگوں نے ایمان قبول کیا ان کی نسلوں کا ثواب بھی حضرت مصعب بن عمیرؓ کو مل رہا ہے، اگر امت محمدیہ کا فرد اپنے اس مقام اور پوزیشن کو سمجھے گا تو اللہ کی نوازش احسان اور نیک انسانوں کی اللہ کے پاس قدر و عزت پر الحمد للہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا، بیشک اللہ تعالیٰ جیسا الشکور اور المنان کوئی دوسرا نہیں...... الحمد للہ۔

اللہ تعالیٰ جیسا الحسیب کوئی دوسرا نہیں (صفت کمال)

اللہ تعالیٰ قیامت قائم کر کے بندوں کے اچھے برے اعمال کا حساب لے گا، اس نے دنیا میں ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے جنہیں کراماً کاتبین کہا جاتا ہے رکھے ہیں، جو بندے کے ہر عمل کو لکھ کر محفوظ کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ بندوں کے مرتے ہیں جنت و دوزخ کا فیصلہ فوراً نہیں کرتا ہے؛ بلکہ اپنے فیصلہ کو قیامت تک کے لئے روکے رکھتا ہے، اس لئے کہ بندہ کی چھوٹی نیکی کا وہ پورا پورا اجر اور برائی کا پورا پورا بدلہ دینا چاہتا ہے، اگر بندے کے مرتے ہی جنت و دوزخ کا فیصلہ کردے تو اللہ کا انصاف نامکمل رہ جائے گا، اور بندہ محسوس کرے گا کہ اس کو پورا پورا اجر نہیں ملا، اس لئے قیامت کے ساتھ ہی جس دن نیک اعمال کے اثرات دنیا سے ختم ہو جائیں گے اس کے بعد مکمل فیصلہ کرے گا، اس پر بندہ غور کرے تو دل سے الحمدللہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا، یہ اللہ تعالیٰ کی صفت الحسیب کے جمال کا اظہار ہے۔

اللہ تعالیٰ جیسا العدل والمقسط کوئی دوسرا نہیں (صفت کمال)

دنیا میں انسان بہت ساری مدد دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے، جو دعائیں اللہ تعالیٰ دنیا کے لئے قبول نہیں کرتا اُسے آخرت میں اجر دینے کے لئے محفوظ رکھ دیتا ہے، ایک نیک انسان جو اپنے نیک اعمال سے اس مقام کو نہیں پہنچ سکتا، جو اللہ اُسے دینا چاہتا ہے تب اللہ تعالیٰ اس پر کوئی مصیبت یا بیماری ڈال دیتا ہے، بندہ حالتِ ایمان میں صبر جمیل اختیار کر کے اللہ کی کوئی شکایت نہیں کرتا، اس حال میں اللہ سے راضی رہتا ہے، تو مرنے کے بعد اس کو وہ اونچا مقام اور نعمت عطا کرتا ہے، تب بندہ دیکھ کر کہے گا کہ میں نے تو ایسی نیکیاں نہیں کی تھیں، اللہ فرمائے گا کہ تو نے اس بیماری اور مصیبت پر صبر جمیل کیا تھا، اس کے بدلے یا تیری دعاؤں کے بدلے میں یہ سب عطا کر رہا ہوں، بندہ

اس پر غور کرے گا تو بے ساختہ اللہ کی عطا وردَین پر الحمدللہ کہے گا، یہ اللہ کی صفات العدل اور المقسط کے جمال کا اظہار ہوگا۔

اسی طرح جن لوگوں کے حقوق دنیا میں مارے گئے اور جو مرنے سے پہلے حقوق العباد کے گناہ معاف نہ کرواسکا، اور اخلاص کے ساتھ ادا کرنے کی نیت رکھتا ہوا پورا حق ادا نہ کرسکا، مرگیا' تو اللہ تعالیٰ اس کے جواب دہی کے ڈر اور حق ادا کرنے کی نیت و تڑپ پر مظلوم کو بلائے گا اور اس کے حق کے معاوضے میں مختلف نعمتیں دینے کا اظہار کرے گا، مظلوم وہاں خوشی خوشی راضی ہوجائے گا، اس طرح اللہ مظلوم کو نعمتیں عطا کرکے راضی کرے گا اور ظالم کو معافی دلائے گا، اور اپنے مکمل انصاف کے ذریعہ ظالم کے حقوق العباد کے گناہ کی معافی کروا کر گناہ مٹادے گا، اور ظالم کو بھی جنت میں بھیج دے گا، یہ بھی اللہ کے العدل کے جمال کی نعمت کا اظہار ہے۔ جب بندہ ان باتوں کو ذہن میں لائے گا تو پکار اُٹھے گا کہ میرے مالک جیسا عدل کرنے والا کوئی دوسرا نہیں، الحمدللہ۔

اللہ جیسا الودود (محبت کرنے والا) کوئی دوسرا نہیں (صفت جمال)

اللہ تعالیٰ مالکِ کائنات ہے، ساری مخلوقات اس کے بندے اور غلام ہیں، ہر مخلوق پر اس کی اطاعت وغلامی کرنا لازم اور ضروری ہے، اس پر وہ کسی بھی مخلوق کو اجر وانعام نہیں دیتا، سوائے انسان وجن کے، یہ انسانوں پر اس کا احسان ہی احسان عظیم ہے کہ اس نے انسان اور جنات کو اپنی چاہت ومرضی سے عبدیت وبندگی کرنے پر اجر وثواب عطا کرنے کا اظہار وعدہ کیا، ورنہ اللہ پر انسان وجنات کو نیکی اختیار کرنے پر اجر وثواب دینا لازم و ضروری نہیں، اس لئے کہ انسان بھی دوسری مخلوقات کی طرح اس کے بندے اور غلام ہیں، ان کو پیدا ہی کیا گیا کہ وہ اللہ ہی کی عبدیت وبندگی کریں، اطاعت نہ کرنے والوں کو صرف سزا ہی دینے کا طریقہ رکھا گیا، فرشتے' باوجود اللہ کی بے انتہاء عبادت گذار اور فرمانبردار مخلوق ہونے کے ان کو کوئی اجر وثواب نہیں دے رہا ہے، مگر انسان کو ان کی

عبدیت و بندگی پر انعام کا وعدہ کیا ہے، یہ اس کی صفات الرؤوف، الودود (مہربان، نرمی و شفقت کرنے والا)، الحنان (ماں کی طرح مہربانی وشفقت کرنے والا)، المحسن (احسان کرنے والا) کا اظہار ہے، اس پر انسان اللہ کا بے انتہاء شکر ادا کرنے کے باوجود شکر کا حق ادا نہیں کر سکتا، بیشک اللہ جیسی محبت کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔

جنت میں کوئی بھی عبادت نہیں ہے، صرف عیش ہی عیش ہوگا، حدیث میں ہے کہ اہل جنت کے منہ سے ہر وقت حمد جاری رہے گی۔ (ترمذی، باب صفۃ اھل الجنۃ)

جس طرح دنیا میں بغیر کسی ارادہ اور خیال کے سانس مسلسل جاری رہتی ہے، اسی طرح جنت میں بلا اختیار (جنتی کی زبان پر) حمد جاری رہے گی۔ (ترمذی، باب صفۃ اھل الجنۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: شکر نصف ایمان ہے۔ (مکاشفۃ القلوب: ۸۰/۲)

اللہ جیسا علیم کوئی دوسرا نہیں (صفت کمال)

اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ ہے، اور وہ دلوں میں آنے والی باتوں کو تک جانتا ہے، اللہ نے انسان کو جو علم عطا کیا ہے اس سے انسان اندھیرے میں بجلی سے کوئی شئے دیکھتا ہے، پھر بجلی سے بھی لطیف چیز خاص قسم کی شعاعوں سے ایکسرے کے ذریعہ جسم کے اوپر سے اندر کے اعضاء کی تصویر نکال کر بیماریوں کا پتہ لگاتا ہے، سر کی کھوپڑی، ہڈی اور سخت ہونے کے باوجود دماغ کے اندر کی رگوں میں خون کے جمنے کو ایکسرے اور MRI کے ذریعہ معلوم کر لیتا ہے، تو اللہ کو انسان کے دلوں کا حال اور خیالات معلوم کرنا کونسی مشکل بات ہے، بیشک یہ اللہ کا کمال ہے۔

اللہ تعالیٰ کائنات کے ذرہ ذرہ کا علم رکھتا ہے، انسان، درختوں کو، جانوروں کو، پہاڑوں کو، ریگستانوں کو، سمندروں کو، صرف ظاہری طور پر دیکھ سکتا ہے، سوائے اللہ کے کسی میں یہ طاقت اور صلاحیت نہیں کہ درخت میں کتنی شاخیں ہوتی ہیں، کتنے پتے ہوتے ہیں، کتنے پھول لگتے ہیں، کتنے پھل نکلتے ہیں، کتنی لکڑی ہوتی ہے، کتنے بیج ہوتے ہیں،

نہیں جان سکتے، اسی طرح ایک جانور کے جسم میں کتنے بال و پر، جوڑ و ہڈیاں اور رگیں و خون ہیں، ریگستان میں ریت کے کتنے ذرات ہیں، پہاڑوں کا وزن کتنا ہے، انسان کے سر اور جسم میں کتنے بال، جوڑ، ہڈیاں، رگیں، خون اور اعضاء ہیں، بارش سے کتنے قطرے گرے ہیں، سمندر میں کتنا پانی ہے، آسمانوں میں کتنے سیارے اور ستارے ہیں، کوئی نہیں جان سکتا، صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں کی گنتی اور مکمل علم رکھتا ہے، اس لئے اس جیسا کمال وخوبی کسی میں نہیں، الحمدللہ۔

حضرت نوح علیہ السلام اللہ کا شکر ادا کرتے رہتے تھے، اور بہت زیادہ شکر گذار، اللہ کی تعریف کرنے والے تھے، جو چیز کھاتے الحمدللہ کہتے، جو چیز پیتے الحمدللہ کہتے، چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے الحمدللہ کہتے، کپڑے پہنتے تو الحمدللہ کہتے، روایت میں ہے کہ اسی بات پر اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی کہ **اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا** o ''یقیناً نوحؑ نہایت شکر گذار بندے تھے۔''

اللہ جیسا التوّاب کوئی دوسرا نہیں (صفت جمال)

اللہ تعالیٰ بندوں کو اپنی صفت توّاب کے ذریعہ اپنے جمال اپنی مہربانی، اپنی محبت اور اپنے عفوو درگذر کی تعلیم دے رہا ہے، اور بندوں کو یہ احساس دلا رہا ہے کہ تم اللہ کو اپنے انسانی بادشاہوں کی طرح غصہ والا، سخت جلال والا اور بے رحم مت سمجھو، وہ تو بے انتہاء معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا مالک ہے، وہ انسانی حکمرانوں کی طرح نہیں ہے کہ غلطی ہوتے ہی پکڑ کر سزا دے دے، دنیا کے حکمران اپنی رعایا کو اپنے دربار میں آنے ہی نہیں دیتے، اور بار بار معاف نہیں کرتے، ان کے پاس رعایا کی فریاد سننے کے لئے ایک خاص وقت مقرر ہوتا ہے، وہ ایک ہی وقت میں اپنی رعایا کی کئی ضروری پوری بھی نہیں کر سکتے، مگر اللہ نے شہنشاہ کائنات ہونے کے باوجود اپنے بندوں کو یہ تعلیم دی کہ وہ حیّ و قیوم ہے، کبھی نیند اور اونگھ نہیں لیتا، بندہ جب چاہے رات ہو یا دن اُسے پکارے اور مدد

مانگے، گناہوں سے معافی طلب کرے، وہ فوراً خوش ہو کر معاف کر دیتا ہے، اس کا دربار ہر مخلوق کے لئے ہمیشہ کھلا رہتا ہے، وہ اپنے بندوں میں توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے، توبہ نہ کرنے والوں سے ناراض ہوتا ہے۔

وہ بحیثیت خالق ہونے کے لئے یہ جانتا ہے کہ شیطان جس طرح حضرت آدم وحوا علیہما السلام کو جنت میں جھوٹ بول کر دھوکہ دیا' اسی طرح اولادِ آدم کو بھی دنیا میں جھوٹ بول کر لالچ میں لا کر سبز باغ دکھائے گا، اور گناہوں میں کامیابی اور عیش وعشرت والی زندگی کا تصور دلا کر دھوکہ دے گا، اور اللہ کی بغاوت کروا کر جنت میں جانے سے روکنے کی محنت کرے گا، مرنے تک انسانوں کو گناہوں کی دعوت دیتا رہے گا، اس لئے اللہ نے اپنے صفاتی ناموں میں اپنی صفت التّواب کی تعلیم دی تا کہ بندے گناہ ہو جانے پر ناامید اور کفر میں مبتلا نہ ہو جائیں، اور اللہ کو تواب جان کر معافی مانگنے کا سب سے بڑا سہارا اللہ کو جان لے، اور سچی توبہ کے بعد گناہوں سے نفرت کر کے نادم ہو کر پھر اللہ کی اطاعت وبندگی میں چلنا شروع کر دے، توبہ کے بعد اپنے آپ کو گناہوں سے پاک کر کے اللہ کی رحمت وفضل کا مستحق بن جائے۔

اللہ کی اس صفت التواب سے ایمان والوں میں اللہ ہی سے رجوع ہو کر معافی مانگنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، ورنہ جن لوگوں کو اللہ کی پہچان صحیح نہیں ہوتی وہ اللہ کی اس صفت تواب سے واقف نہیں ہوتے اور اللہ کے بجائے پیشواؤں کے پاس جا کر رجوع ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ ان کے گناہ معاف کروادیں گے، یہ انسان کی گمراہی ہے، اللہ تواب ہونے کے ناتے اپنے ایمان والے بندوں کے گناہوں کو مختلف بہانوں سے معاف کرتا رہتا ہے۔

گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک کبیرہ گناہ، دوسرے صغیرہ گناہ، اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے صغیرہ گناہ بغیر توبہ کے مختلف نیک اعمال کرنے پر معاف کرتا رہتا ہے، جیسے وضو، غسل' طہارت' نماز' روزہ' زکوٰۃ' حج' تلاوت' ذکر واستغفار، صدقہ خیرات' تیمارداری' جنازہ میں شرکت' جمعہ کے آداب بجالانا، شب براءت میں عبادت' رمضان کے روزے، شب قدر کی تلاش، ماں باپ کی خدمت، رشتہ داروں کے صلہ رحمی وحسن سلوک، اللہ کی راہ میں

خرچ کرنا، سلام کرنا، نکاح کرنا، دعوتِ دین، بخار ہونا، کانٹا چبھنا، ان سب اعمال سے صغیرہ گناہ اللہ تعالیٰ تواب ہونے کے ناتے معاف کرتا رہتا ہے۔

کبیرہ گناہ بغیر سچی توبہ کے معاف نہیں ہوتے، توبہ کے لفظی معنٰی ہیں لوٹنا، رجوع ہونا، شریعت کی اصطلاح میں اپنے گناہ اللہ کی اطاعت ومحبت میں چھوڑنا اور گناہ سے نفرت اور سدھار کی نیت کرلینا' توبہ کہلاتی ہے، کسی بیماری یا مجبوری اور بے عزتی کی وجہ سے چھوڑنا توبہ نہیں، پھر بہت سے گناہوں میں سے صرف ایک گناہ سے نفرت اور توبہ کرنے سے تو وہ گناہ کی حد تک معافی ملے گی، مگر دوسرے گناہوں کا وبال باقی رہے گا۔

اللہ تعالیٰ نے کبیرہ گناہ کے لئے شرط رکھی ہے کہ حقوق اللہ کے گناہ اور حقوق العباد کے گناہوں کی تلافی کرنا ہوگا، اور اللہ جب توبہ قبول کرتا ہے تو نامۂ اعمال میں سے گناہ مٹا دیتا ہے، تاکہ قیامت کے دن بندے کی بے عزتی نہ ہو، حدیث میں ہے کہ بہترین خطا کار توبہ کرنے والا ہے۔

یہ بھی ذہن میں رکھئے کہ اللہ نے توبہ کرنے کی مہلت موت سے پہلے سکرات کے شروع ہونے سے کچھ دیر پہلے تک رکھی ہے، جب انسان کا تعلق دنیا سے قائم رہتا ہے، حدیث میں ہے کہ اگر انسان کے گناہ زمین سے آسمان تک بھر جائیں اور اس میں شرک نہ ہو تو اللہ تعالیٰ بغیر سزا کے بھی معاف کرسکتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ ہوجانے پر فوراً نیکی کرنے کی ترغیب دی ہے، اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیکیاں' گناہوں کو ایسے مٹا دیتی ہیں جیسے پانی کپڑوں کے میل کو دور کردیتا ہے۔

توبہ کو بار بار توڑنا اللہ کے ساتھ مذاق ہے، جیسے کسی راستے پر حرام چیزیں ہوں، انسان غلطی اور بھول سے اس راستے پر جاکر ان چیزوں کا مزہ لے لے، پھر احساس دلانے پر غلطی مان لے، مگر نفس کی خواہش اور دل کی تمنا پر ان حرام چیزوں کی لذت دل میں رکھے، زبان سے ان چیزوں کا مزہ اور لذت لیتا رہے اور سزا عذاب سے بچنے کے لئے صرف

زبان سے توبہ توبہ کرتا رہے، تو یہ توبہ نہیں' مذاق ہوگا، اللہ کی فرمانبرداری کا عمل ظاہر نہیں ہوگا، اس لئے اللہ تعالیٰ کی صفت توّاب پر بندہ نظر رکھے تو وہ کبھی بھی اللہ کی نافرمانی اور گناہ ہوجائے تو اللہ سے کٹے گا نہیں بلکہ جُڑا رہے گا، وہ جانے گا کہ اس جیسا مالک کوئی نہیں، اس پر وہ الحمدللہ کہے بغیر نہیں رہے گا۔

اللہ جیسا اَلْحَکِیْم کوئی دوسرا نہیں (صفت کمال)

(بہت ہی دانا و بینا۔ ہر کام حکمت سے کرنے والا)

اِنَّ رَبَّکَ حَکِیْمٌ عَلِیْمٌ ٥ (الانعام: ۸۳)

بیشک تمہارا رب حکمت والا اور خوب جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ اکیلا علیم بھی ہے اور اکیلا حکیم بھی ہے، علم کا حکمت کے ساتھ بہت ہی گہرا تعلق ہے، کیونکہ ہر قدم' ہر کام اور ہر حکم علم کے ساتھ ساتھ' سوجھ بوجھ اور دانشمندی کے ساتھ کرنا بھی بڑا کمال ہے، وہی اکیلا اپنی حکمت اور دانائی میں' علم و دانشمندی میں کامل اور خزانہ ہے، وہ اپنی مخلوق کے فائدے اور نقصان کو سامنے رکھ کر کام کرتا ہے۔

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ وہ ہر چیز کو اس کی صحیح جگہ پر اپنے علم' حکمت اور انصاف کے ساتھ رکھتا ہے، وہ کوئی بیکار اور عبث کام نہیں کرتا اور نہ بیکار چیزیں بناتا ہے، وہ زبردست غالب اور حکمت والا ہے۔ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔

اللہ تعالیٰ کائنات کے اس نظام میں جو کچھ کرتا ہے وہ اپنی حکمت و دانائی کے ساتھ کرتا ہے، اس کی تخلیق' اس کی ربوبیت' اس کے احکام و ہدایات' سب میں حکمت ہی حکمت بھری ہوئی ہے، وہ کوئی کام نادانی' حماقت یا دل بہلانے، ستانے، ظلم کرنے' بغیر علم کے نہیں کرتا۔ الحمدللہ۔

الحکیم ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا صفتی نام ہے، وہی اکیلا حکیم و دانا ہے، اس کے علاوہ حکیم کوئی نہیں، اسی کی صفت حکیم سے تمام مخلوقات کو خاص طور پر انسان اور جنات کو حکمت

و دانائی ملتی ہے، ویسے انسان پر دنیا میں جو بھی حالات آتے ہیں ان کی حکمتیں و مصلحتیں انسان نہیں سمجھ سکتا، بہت سے انسان ان پر آنے والے حالات کی حکمتیں و مصلحتیں نہیں سمجھنے کی وجہ سے کفریہ کلمات، شکایتیں یا ناشکری کے الفاظ اپنی زبان سے نکالتے ہیں، اس لئے انسان کو یہ عقیدہ رکھنا ہوگا کہ یہ اللہ کی کائنات ہے اور وہ تقدیر کے فیصلے کے تحت امتحان کی خاطر انسانوں پر مختلف منفی اور مثبت حالات لاتا ہے، ان حالات پر بندے کا کام ہے کہ وہ صبر اختیار کرے، اور یہ عقیدہ رکھے کہ ان حالات کے آنے کی حکمت و مصلحت اللہ ہی بہتر جانتا ہے، وہ کوئی کام حکمت سے خالی نہیں کرتا، اس کے تمام کام اپنی مخلوق کی بھلائی اور آسانی کے لئے ہوتے ہیں، ان حالات میں اللہ تعالیٰ کو حکیم جان کر اللہ سے رجوع ہوں، اللہ ہی سے مدد مانگیں، وہ دنیا کے انسانی بادشاہوں کی طرح جو چاہے وہ حکم یا کام بلا مقصد، بغیر حکمت و مصلحت اور بلا علم و دانش کے نہیں کرتا۔

اللہ کے احکام و قوانین اور حالات و کاموں کی ساری حکمتیں و مصلحتیں انسان نہیں سمجھ سکتا، اور نہ یہ انسان کے بس کی بات ہے، اگر اللہ تعالیٰ ان کاموں کی حکمت و مصلحت سمجھا دے تو یہ اس کی مہربانی و عنایت ہوگی، ورنہ بندہ ہونے کے ناتے کسی بھی کام کی حکمت و مصلحت کو جانے بغیر اللہ کی عبدیت و بندگی کرنا اور صبر کرنا لازم ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت و مصلحت کو سمجھانے کے لئے قرآن مجید کی سورۂ کہف میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کے درمیان ہونے والے واقعہ کو امت مسلمہ کی تربیت کے لئے بیان کیا ہے، اور یہ تعلیم دی کہ انسان تمام حالات کے ظاہری شکلوں کو دیکھ کر نتائج نہیں نکال سکتا اور نہ اللہ کے کاموں کی حکمت و مصلحت سمجھ سکتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام بحیثیت رسول علم میں زیادہ تھے اور افضل تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کو کچھ خاص قسم کا ''تکوینی'' علم عطا کیا تھا، وہ حضرت موسیٰؑ کے پاس نہیں تھا، بہر حال حصولِ علم کے لئے حضرت موسیٰؑ نے ان سے ملاقات کی، تو حضرت خضرؑ نے پہلے ہی سے کہا کہ آپ میرے ساتھ صبر سے نہیں رہ سکیں گے، اور کیسے

صبر سے رہ سکتے ہیں جبکہ آپ کو حقیقت کی خبر ہی نہ ہو، آپ کے علم اور میرے علم کی نوعیت الگ الگ ہے۔

حضرت موسیٰؑ چونکہ علم شریعت کے حامل تھے، سمجھے کہ یہ کوئی کام شریعت کے خلاف نہیں کریں گے، حقیقت یہ ہے کہ علم شریعت کا جاننے والا اپنے علم سے عمل کی ظاہری غلط شکل پر صبر نہیں کرسکتا، حضرت خضر نے شرط رکھی کہ میرے کسی بھی کام پر آپ سوال نہیں کریں گے، جب تک کہ میں خود آپ کو نہ بتادوں، حضرت موسیٰؑ نے شرط مان لی۔

بہرحال حضرت موسیٰؑ، حضرت خضرؑ دونوں روانہ ہوئے، سمندر میں کشتی میں سوار ہوئے تو حضرت خضرؑ نے اس کشتی میں سوراخ کردیا، حضرت موسیٰؑ نے کہا: کیا آپ نے اس میں اس لئے سوراخ کردیا کہ کشتی والوں کو ڈبو دیں؟ آپ نے یہ خطرناک کام کیا، حضرت خضرؑ نے فرمایا: میں نے کہا تھا کہ آپ صبر نہیں کرپائیں گے؟! آپ نے معذرت کی، پھر روانہ ہوئے، ایک لڑکے سے ملاقات ہوئی، حضرت خضرؑ نے اس کو قتل کردیا، حضرت موسیٰؑ نے کہا: آپ نے ایک معصوم کی جان لے لی، حضرت خضرؑ نے فرمایا: میں نے کہا تھا کہ آپ صبر نہیں کرپائیں گے؟! پھر آپ نے معذرت کی، پھر روانہ ہوئے، ایک بستی میں پہنچے، وہاں بستی والوں سے کھانا مانگا، تو ان لوگوں نے مہمانی سے انکار کردیا، آگے بڑھے تو اسی بستی میں ایک دیوار ملی جو گرنے ہی والی تھی، حضرت خضرؑ نے اُسے سیدھا کھڑا کردیا، حضرت موسیٰؑ نے کہا: آپ چاہتے تو اس کام پر اجرت لے سکتے تھے، حضرت خضرؑ نے فرمایا: میں نے کہا تھا کہ آپ صبر نہیں کرپائیں گے؟! اب ہم ساتھ نہیں رہ سکتے، اب میری اور آپ کی جدائی کا وقت آگیا ہے۔

اب میں آپ کو اُن باتوں کا مقصد بتادیتا ہوں جن پر آپ صبر نہ کرسکے، کشتی سے متعلق بات یہ ہے کہ وہ کشتی کچھ غریب لوگوں کی تھی جو دریا میں مزدوری کرتے ہیں، تو میں نے کشتی میں سوراخ کرکے عیب دار بنادیا، اس لئے کیونکہ اُس پار ایک بادشاہ تھا جو ہر اچھی (بے عیب) کشتی کو زبردستی چھین کر رکھ لیتا تھا۔ لڑکے کا معاملہ یہ ہے کہ اس کے ماں باپ

مؤمن تھے، ہمیں اس بات کا اندیشہ تھا کہ یہ لڑکا ان کو کفر و سرکشی میں نہ پھنسا دے، اس لئے اسے قتل کر دیا اور اللہ نے چاہا کہ انہیں اس لڑکے کے بدلے ایسی اولاد دے جو پاکیزگی اور حسن سلوک میں والدین سے بڑھ کر ہو۔ رہا معاملہ دیوار کا، تو وہ دیوار اس شہر میں رہنے والے دو یتیم لڑکوں کی تھی، اور اس دیوار کے نیچے ان کا ایک خزانہ گڑھا ہوا تھا، ان لڑکوں کا باپ نیک تھا، اس لئے اللہ نے چاہا کہ یہ خزانہ محفوظ رہے، اور لڑکے جوان ہونے کے بعد نکال لیں اور فائدہ حاصل کریں، اس لئے اس گرتی ہوئی دیوار کو سیدھا کیا گیا، بہرحال یہ ان امور کی تفصیل تھی جس پر آپ صبر نہ کر سکے۔

اخیر میں حضرت خضرؑ نے حضرت موسیٰؑ سے فرمایا کہ میرا اور آپ کا علم بھی اللہ کے علم کے مقابلے اتنی حیثیت بھی نہیں رکھتا جتنا سمندر کے پانی کا ذرا سا قطرہ چڑیا کی چونچ پر لگا ہے، اس لئے دنیا میں انسان کو امتحان کی خاطر خیر و شر کے حالات سے گذرنا پڑتا ہے، مومن اور غیر مسلم پر جو حالات آتے ہیں ان کی وجوہات الگ الگ ہوتی ہیں۔

جیسے کسی کے باپ، بیٹا اور شوہر انتقال کر جاتے ہیں، عورت بیوہ اور بچے یتیم ہو جاتے ہیں، کسی کو تجارت میں نقصان ہوتا ہے، کسی پر ایمان قبول کرنے سے ظلم و زیادتی، فساد و ناانصافی ہوتی ہے، کسی کی دُکان و مکان میں آگ لگی یا چوری ہو جائے، کوئی زلزلہ یا طوفان سے ہلاک کر دئے جاتے ہیں، کوئی اللہ کا نافرمان باغی ہونے کے باوجود دنیا میں مزیدار، عزت، شان و شوکت، بنگلہ، گاڑی وغیرہ رکھ کر پُر تعیش زندگی گذارتا ہے، کوئی نیک، متقی ہو کر بھی غربت و مفلسی میں زندگی گذارتا ہے، کوئی اپاہج اور معذور ہوتا ہے، کوئی صحتمند اور تندرست ہوتا ہے، کسی کو اولاد ہوتی ہے اور کوئی اولاد سے محروم ہوتا ہے۔

غرض ان تمام حالات میں انسان اگر ایمان سے خالی یا کمزور ہو تو حالات کے ظاہری شکلوں سے غلط نتیجے نکال کر ناامید ہوتا ہے، یا خودکشی کر لیتا ہے، یا اللہ سے ناامید ہو کر اس کی شکایت کرتا ہے، یا دل میں اللہ کے فیصلے پر غم و غصہ ہوتا ہے، ان حالات میں کمزور ایمان والے اللہ کو حکیم نہ جان کر ایمان میں شک پیدا کر لیتے ہیں، شرکیہ الفاظ اور

گفتگو اپنی زبان پر لاتے ہیں اور دنیا کی کامیابی اور دنیا کی ترقی پر ایسے لوگ اللہ کو حکیم نہ جان کر غرور و تکبر اور گھمنڈ میں مبتلا ہو کر اللہ کی بغاوت میں ناشکری کرتے ہیں، اس لئے صحیح، مضبوط اور پختہ ایمان والا ہر حالت میں اللہ کو حکیم جان کر اس کی حکمت و مصلحت کا عقیدہ رکھتا ہے، اور کہتا ہے کہ اللہ کی حکمت اللہ ہی جانے، میں اللہ سے ہر حال میں راضی ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم کے ساتھ سینا کی وادی میں جانے کا حکم دیا اور قریب کے خشکی والے راستے کے بجائے لمبے اور سمندری راستے سے جانے کی ترغیب دی، جب فرعون اپنی فوج کے ساتھ پیچھا کرتا ہوا آ گیا، تو بنی اسرائیل نے اللہ کی حکمت کو نہ سمجھ کر حضرت موسیٰؑ سے بحث کرنا اور جھگڑنا شروع کر دیا، مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے فرعون کو بغیر جنگ کے پانی میں ڈوبو دیا، اس لئے کہ بنی اسرائیل کے پاس نہ ہتھیار تھے اور نہ وہ فرعون کی فوج سے مقابلہ کر سکتے تھے، اللہ نے حکمت سے بغیر جنگ کئے فرعون کو ختم کر دیا، اس لئے اللہ تعالیٰ حکیم ہے، اللہ کی حکمت اللہ ہی جانے، انسان اُسے نہیں سمجھ سکتا۔ الحمد للہ

حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے کنویں میں ڈال دیا اور ختم کرنا چاہا، ان کو کیا معلوم تھا کہ وہ کنویں سے عزیزِ مصر کے گھر چلے جائیں گے، زلیخا نے دشمنی میں جیل بھیج دیا، اس کو کیا معلوم تھا کہ یہ جیل سے مصر کے بادشاہ بن جائیں گے، بیشک اللہ حکیم ہے، وہ انسان پر ہر حالت اپنی حکمت و مصلحت سے لاتا ہے، اللہ کی حکمت اللہ ہی جانے، انسان سمجھ نہیں سکتا، الحمد للہ۔

وہ خیر سے شر نکالتا ہے اور شر سے خیر، حضرت زید بن حارثہؓ کو کیا معلوم تھا کہ وہ ماں باپ سے بچھڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت سے بڑے صحابیؓ بن جائیں گے۔

ابرہہ کو کیا معلوم تھا کہ کعبۃ اللہ پر حملہ اس کی موت کی طرف لے جا رہا ہے۔

حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کو کیا معلوم تھا کہ پہاڑ سے نکلنے والی اونٹنی ان کے موت کا پھندا بنے گی۔

حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان کے وقت اپنے بیٹے کو کشتی میں آنے کو کہا، اس نے جواب دیا کہ میں موجوں سے بچ کر فلاں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا، اُسے کیا معلوم تھا کہ وہی موجیں اُس کی موت لے کر آئی ہیں، وہ خود اپنی موت کی جگہ پہنچ گیا۔

اس لئے اللہ تعالیٰ حکیم ہیں، وہ جو کچھ کرتے ہیں حکمت کے ساتھ کرتے ہیں، اس کے کاموں کی حکمت کو انسان سمجھ نہیں سکتا، نہ اپنی تدبیر سے اس کی حکمت کے خلاف کامیاب ہوسکتا ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے خوبصورت فرشتوں کو انسانی شکل میں دیکھ کر ان کے گھر کو گھیر لیا اور فرشتوں کو ان کے حوالے کرنے کا مطالبہ کیا، حضرت لوطؑ فرشتوں کو انسانی شکل میں دیکھ کر اپنی مجبوری ظاہر کی، قوم کے سرداروں اور حضرت لوطؑ کو کیا معلوم تھا کہ یہ دونوں فرشتے عذاب لے کر آئے ہیں، اللہ نے ان کو انسانی شکل میں بھیجا اور اپنی حکمت سے ان کے ساتھ عذاب کا انتظام کیا، بیشک اللہ کی حکمت اللہ ہی جانے، وہی اکیلا حکیم ہے، اس جیسا حکیم کوئی نہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے فرعون کے دربار میں پہنچادیا، فرعون نے بیٹے کی طرح پالا، اُسے کیا معلوم تھا کہ اس کی حکومت کی تباہی اور موت حضرت موسیٰؑ کے ذریعہ ہوگی، اور وہ سمندر میں غرق ہونے والا ہے، اس کی موت اُسے اس طرف لے جارہی ہے، بیشک اللہ حکیم ہے، وہ اپنا ہر کام حکمت و مصلحت سے کرتا ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ ہر انسان کو عقل، فہم، طاقت و قوت میں ایک جیسا پیدا کیوں نہیں کرتا؟

جواب: اللہ تعالیٰ بڑے حکیم ہیں، وہ اپنی حکمت سے ہر انسان کو الگ الگ عقل و فہم اور طاقت و قوت میں اس لئے پیدا کیا کہ سب ایک دوسرے کے رہبر، مددگار، ضرورتوں کو مکمل کرنے والے، علم سیکھنے سکھانے والے، خدمت کرنے والے بنیں، قانون سمجھنے والے رہیں، اگر سب ایک جیسے ہوتے تو کوئی کسی کا مجبور و محتاج نہ ہوتا، کسی کی پرواہ نہیں

کرتا، خدمت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا، شاگرد بننے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔

سوال: اللہ تعالیٰ انسانوں کے لئے شراب' زنا' عریانیت کو حرام کیوں کیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ حکیم ہیں، وہ اپنی حکمت سے انسانوں کی آزمائش اور امتحان کے لئے شراب' زنا اور عریانیت کو حرام کیا تاکہ انسانوں کی فرمانبرداری اور نافرمانی کا امتحان لیا جائے، پھر وہ جانتا ہے کہ شراب پینے سے انسان کی عقل ختم ہوجاتی ہے، کام نہیں کرسکتی، اور انسان ہوش وحواس کھودیتا ہے، حالتِ نشہ میں ماں' بیٹی' بہن اور غیر عورتوں میں فرق نہیں کرسکتا اور انہیں گالی گلوج کرے گا، اور ان کے ساتھ بیوی جیسا سلوک کرے گا، اپنی صحت' پیسہ برباد کرلے گا، معدہ جل جائے گا، صورت پھول جائے گی، اس کو حالتِ نشہ میں کپڑوں کا تک ہوش نہیں رہے گا، اس لئے اللہ نے شراب کو حرام کرکے انسانوں کو بدعقلی' تباہی اور بداخلاقی سے بچانا چاہا۔

سوال: اللہ نے سود' رشوت اور ناجائز طریقوں سے ایک دوسرے کا مال کھانے کو حرام کیوں کیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ حکیم ہے، اس نے دنیا کو امتحان وآزمائش کی جگہ بنایا اور انسانوں پر سود کھانے' رشوت لینے دینے' ناجائز طریقوں سے ایک دوسرے کا مال کھانے کو حرام کیا؛ تاکہ انسان کی فرمانبرداری ونافرمانی کا امتحان ہو اور اخلاقِ رذیلہ پیدا نہ ہوں، اور وہ حزب الشیطان یعنی شیطان کی جماعت والا نہ بن جائے، سود' رشوت اور جوڑے کی رقمیں' کسی کا حق چھین لینے' کسی کا حق ادا نہ کرنے سے انسان میں خودغرضی' بے رحمی' ظلم' لوگوں کا خون چوسنا' بغیر محنت کے مال کمانا' فضول خرچی جیسے اخلاقِ رذیلہ پیدا ہوجاتے ہیں، رشوت اور سود کی وجہ سے انسانی معاشرہ ظلم کی چکی میں پستا ہے، سودخور اور رشوت خور' مال ودولت کے ملنے سے زنا' شراب اور جوّا جیسے گندے کاموں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

قرض لینے والا کبھی اپنی گردن قرض سے چھڑا نہیں سکتا، اس لئے اللہ نے سود کو حرام کرکے انسانوں پر بہت بڑا احسان کیا۔ الحمدللہ

اللہ کی اس حکمت کو نہ سمجھ کر بعض ملکوں نے شراب، زنا کی کھلے عام اجازت دے دی، چنانچہ اکثر ملکوں خاص طور پر لندن جیسے ملک میں لوگ شراب پی کر فٹ پاتھ پر یا بس اسٹانڈ پر یا ریلوے پلیٹ فارم پر مدہوش و بے ہوش پڑے رہتے ہیں، ٹرین میں سفر کے دوران قے کر لیتے ہیں، اور اپنا اسٹیشن آجانے کا ہوش بھی نہیں رکھتے، جب ٹرین آخری اسٹیشن پر رک جاتی ہے، تو وہاں حکومت کا عملہ ان کو ٹرین سے باہر نکال کر بنچ پر لٹا دیتا ہے۔

لڑکیاں جوان ہونے سے پہلے حاملہ ہو جاتی ہیں، اور ناجائز اولاد کو باقاعدہ حکومت پالتی ہے، قتل وغیرہ پر قاتل کو قتل نہیں کیا جاتا، چند دن جیل میں رکھ کر چھوڑ دیا جاتا ہے، چوری پر کوئی سخت سزا نہیں دی جاتی، نہ چور کے ہاتھ کاٹے جاتے ہیں۔

عوام کو جوّے کے ذریعہ لالچ میں مبتلا کرنے کے لئے ہر جگہ جوّا اور شراب کے اڈّے بنائے گئے، ہوٹلوں میں ہر قسم کی برائی کی جاتی ہے، زیادہ تر مغربی ملکوں میں دہریے رہتے ہیں جو کھلے عام مذہب سے بیزار ہیں، خدا کو مانتے ہی نہیں، سمندروں کے ساحلوں پر تقریباً برہنہ ہو کر مرد اور عورتیں ریت میں پڑے رہتے ہیں، اکثر مقامات پر لوگ کسی کو بھی لوٹ لیتے ہیں یا بندوق سے ہلاک بھی کر دیتے ہیں، عبادت گاہوں کے پیشوا اکثر لڑکوں کے ساتھ قومِ لوط والا عمل یا عورتوں کے ساتھ زنا کرتے ہیں، بعض مقامات پر راستوں میں ٹیبل پر مختلف ناموں کی شراب فروخت ہوتی ہے، عورتیں کثرت سے نیم برہنہ ہوتی ہیں، حکومتوں کی طرف سے کوئی پابندی نہیں ہے، ہر شخص کو قرض دے کر سود میں باندھ دیا جاتا ہے، اللہ نے اپنی حکمت سے ان چیزوں کو حرام کر کے انسانوں پر فضل کیا ہے، الحمد للہ۔ مغربی ممالک کے لوگ ایسے معاشرے کو دیکھ کر ترستے ہیں۔

سوال: اسلام میں سزاؤں کا قانون سخت کیوں دیا گیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ حکیم ہے، وہ اپنی حکمت سے یہ جانتا ہے کہ انسانی معاشرہ فساد، ظلم، قتل وخون، غارت گری، چوری، ڈکیتی، زنا جیسے جراثیم سے کیسے محفوظ رہ سکتا ہے، اس لئے ان تمام بدکاریوں اور جراثیم میں سخت سزائیں دینے کا قانون نازل کیا ہے، زنا کرنے پر

غیر شادی شدہ کو چالیس کوڑے اور شادی شدہ کو سنگسار کا حکم ہے، پھر انسان میں زنا کرنے کی ہمت پیدا نہیں ہوتی، قتل کرنے پر انسانیت کی حفاظت ہے، قاتل کو قتل کرنے کی ہمت نہیں ہوتی، چوری اور ڈاکہ زنی پر ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے، اس سے معاشرے کے لوگوں کی محنت کی کمائی اور مال ودولت کی حفاظت ہوتی ہے۔

اسلام نے ایک انسان کے ناحق قتل کو ساری انسانیت کا قتل کہا ہے، انسانی معاشرے ایسی سزاؤں کے قانون کو ظلم و زیادتی سمجھتے اور معمولی سزائیں دے کر چھوڑ دیتے ہیں، ان کے ملکوں میں یہ جرائم بہت زیادہ ہیں، جان و مال کی وہاں کوئی حفاظت نہیں، اس قانون سے انسانیت کی حفاظت اور اخلاقِ رذیلہ سے دوری رہتی ہے۔ الحمد للہ

سوال: اللہ نے سب جانوروں میں سے مخصوص جانوروں کو خاص طریقے سے ذبح کرنے کا جو حکم دیا ہے اس میں کیا حکمت ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ انسان اور تمام جانداروں سب ہی کا خالق ہے، اپنی حکمت سے وہ جانتا ہے کہ انسان کس جانور کو کھائے اور کس جانور کو نہ کھائے، اس نے بعض جانوروں کے گوشت اور خون کو اپنی حکمت سے حرام کیا ہے، اس میں حکمت یہ ہے کہ جب جانور مرجاتا ہے تو اس کے جسم کا خون اس کے گوشت ہی میں رہ جاتا ہے، جانداروں کے جسم میں بیماری کی جراثیم خون ہی میں ہوتے ہیں، اس لئے انسان مردار جانور کو کھالے تو بیماری کے جراثیم انسان میں بھی پھیل جاتے ہیں، پھر انسان اگر جانور کو پیغمبر کے بتلائے ہوئے طریقے پر ذبح نہ کر کے جھٹکہ دے کر یا مشین سے گردن فوراً کاٹ ڈالے تو جانوروں کے جسم کا خون گردن کی رگوں سے باہر نہیں نکلے گا، یکدم جسم ہی میں حرکت بند ہوجائے گی' ہاتھ پیر نہ مارنے سے دل کی حرکت فوراً بند ہوجائے گی اس سے خون اندر ہی رگوں میں رہ جاتا ہے، گوشت جراثیم سے پاک نہیں ہوتا، مردہ جانوروں میں صرف مچھلی کو حلال رکھا۔

اللہ تعالیٰ نے سور کو بھی حرام رکھا، اس لئے کہ اس کے پیٹ میں اندر انڈے ہوتے ہیں اور وہ آنتوں اور گوشت کے ساتھ رہتے ہیں جو آگ پر بھی ان انڈوں کے جراثیم نہیں

مرتے، پھر سور گندگی کھاتا ہے، جو انسان کی صحت کے لئے نقصاندہ ہوتے ہیں، جو جانور پنجوں والے ہوتے ہیں اور چیر پھاڑ کر شکار کرتے ہیں انہیں بھی اللہ نے حرام کیا ہے۔

ایمان والوں کو جانور کے سامنے کی گردن کی دو رگیں ذبح کر کے جسم کا خون باہر نکالنے کا طریقہ سکھایا، جس سے گوشت پورے خون سے پاک ہوجاتا ہے، انسان صاف ستھری اور جراثیم سے پاک حالت میں گوشت کھا سکتا ہے، بیشک اللہ حکیم و دانا ہے، اس جیسی حکمت والا کوئی دوسرا نہیں۔ الحمدللہ۔ انسان اللہ کے ہر حکم کی حکمت کو نہیں سمجھ سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے کعبۃ اللہ کو امت مسلمہ کے لئے اپنی حکمت سے نماز، توحید کا اور حج کا مرکز بنایا، جس کی وجہ سے ساری امت چودہ سو سالوں سے کعبۃ اللہ کو اپنی توجہ اور نماز کا مرکز مان کر امت واحدہ بنی ہوئی ہے، اور ان میں اتحاد و اتفاق قائم ہوگیا، ان کی تمام مساجد اسی رُخ پر قائم ہوگئیں، اللہ نے اپنی حکمت سے ایمان والوں کے لئے دن میں پانچ مرتبہ اور جمعہ کے دن نماز کو فرض کر دیا، جس کی وجہ سے ایمان والوں کو مسجد میں جمع ہونے اور نماز کے ذریعہ ایمان کو بار بار تازہ کرنے اور اللہ سے تعلق برقرار رکھنے اور محمود و ایاز سب مل کر ایک صف میں کھڑے ہونے پر اتحاد و اتفاق اور مساوات انسانی کی مشق و تربیت کا موقع عطا کر دیا، قرآن مجید پڑھنے اور سننے کے بعد اپنے احکام ذہن میں رکھنا سکھایا، یہ صرف اللہ کی حکمت کا کمال ہے۔ الحمدللہ۔ ساری امت کو اپنی حکمت سے سال میں ایک مرتبہ ایک مہینہ روزے رکھ کر تقویٰ کی مشق کرنے کا انتظام فرمایا، ہر سال قربانی کے ذریعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح اللہ سے ٹوٹ کر محبت کرنے کا سبق دیا۔

مسجد اور کعبۃ اللہ کے ذریعہ امت مسلمہ کو جڑے رہنے اور توحید کو زندہ رکھنے، مساواتِ انسانی اور اتحاد و اتفاق کی مشق کرنے، ایک دوسرے کا درد رکھنے کا طریقہ رکھا، یہ طریقے دنیا کے کسی دوسرے مذاہب میں نہیں، یہ صرف اللہ کی حکمت ہے، الحمدللہ۔ اللہ کا کوئی کام اور حکم بیکار و عبث نہیں ہوتا۔

اللہ نے انسانوں کے لئے اپنی حکمت و دانائی سے خاندان و قبیلے بنانے کا نظام

رکھا، اور ایمان والوں کو نکاح کا حکم دے کر انسانوں پر بہت بڑا احسانِ عظیم کیا، نکاح کی وجہ سے ایک پاکیزہ اور اجتماعی نظام وجود میں آتا ہے، سب سے پہلے معاشرے سے آزاد شہوت رانی کو ختم کیا جاتا ہے، اور معاشرہ زنا سے پاک رہتا ہے، پھر اللہ نے اپنی حکمت سے زندگی کو پُرسکون اور جنتی بنانے کے لئے عورت ومرد کی علاحدہ علاحدہ ذمہ داریاں مقرر کیں، تاکہ نسل انسانی کی اسلامی انداز پر پرورش وتربیت ہو سکے، انسان کی اولاد کو جانوروں کی طرح پرورش پانے کے لئے نہیں چھوڑا، بلکہ ماں باپ' بھائی بہن' دادا دادی' نانا نانی' ماموں خالہ' چاچا پھوپھی وغیرہ رشتے بنا کر پروان چھڑھنے اور ایک دوسرے کی مدد وسہارے کے قابل بنا دیا، یہ رشتے ناتوں کا نظام جانوروں میں نہیں، بیشک وہی اکیلا حکیم ہے، اس جیسا کوئی حکیم نہیں۔ الحمدللہ

سوال: اللہ تعالیٰ نے پانی میں کیا کیا حکمتیں رکھی ہیں؟

جواب: اللہ نے پانی کو لطیف اور کثیف بنایا، یعنی پتلا اور گاڑھا، مگر اپنی حکمت سے پتلا بنا کر زمین میں جذب ہونے، جانداروں میں، پودوں اور درختوں میں جذب ہونے، ہوا میں بخارات بن کر اُڑنے کے قابل رکھا، اور گاڑھا بنا کر برف بننے اور ہر چیز یعنی غذاؤں میں ملنے کے قابل بنایا اور بے رنگ بنایا، جس کی وجہ سے اس کی پاکی نظر آتی ہے اور وہ ہر رنگ میں مل جاتا ہے، تمام جانداروں اور پودوں کو پانی سے پیدا کیا، کمال ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے ہوا میں کیا کیا حکمتیں رکھی ہیں؟

جواب: اللہ نے ہوا کو اپنی حکمت سے لطیف' باریک' پتلی اور بے رنگ بنایا، جس کی وجہ سے جاندار' چرند وپرند' درندے اور انسان آسانی سے اس میں چل پھر سکتے اور بھاگ دوڑ اور اُڑ سکتے ہیں، پتلی اور لطیف ہونے کی وجہ سے جانداروں' انسان' نباتات کے سانس کا کام کرتی ہے، اگر رنگین بنائی جاتی تو ہم چل پھر نہیں سکتے تھے، دور تک دیکھ نہیں سکتے تھے، ہوا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ انسانوں اور جانوروں کی آوازوں کو ایک دوسرے کے کانوں تک پہنچاتا ہے، اللہ نے اس میں کئی قسم کی گیاسیس رکھی ہیں، ٹی وی، موبائیل نیٹ ورک

اسی سے کام کرتے ہیں، ویسے اللہ نے بہت سی حکمتیں اس میں رکھی ہیں، صرف اللہ کی حکمتوں کو سمجھنے اور یاد رکھنے کے لئے یہ چیزیں بیان کی گئی ہیں، یہ صرف اللہ کی حکمت کا کمال ہی کمال ہے۔الحمدللہ۔اللہ کی حکمتیں اللہ ہی جانے۔

سوال: اللہ نے ناچنے گانے اور لہو ولعب کو حرام کیوں کیا؟

جواب: ناچنے گانے اور لہو ولعب کو حرام کرنے کی حکمت یہ ہے کہ انسان اللہ سے غافل ہوجاتا ہے، زندگی کے مقصد کے خلاف آنکھ، کان، دل ودماغ اور شرمگاہ کے زنا میں گرفتار ہوجاتا ہے، وقت ضائع وبرباد کرلیتا ہے اور گانوں سے عقل گم ہوجاتی ہے، معاشرے میں بے حیائی، بے شرمی اور زنا کاری کا ماحول عام ہوجاتا ہے، عورتیں اپنے جسم کی نمائش کے ذریعہ جسم فروشی میں مبتلا ہوکر ہزاروں انسانوں کو جسم اعضاء کے ساتھ زنا میں مبتلا کرتی ہیں، ناچ گانے سے ہوش وحواس کام نہیں کرتے، غیر ایمان والے اپنے اوقات گذارنے کے لئے ٹی وی پر ناچ گانے اور عشق وعاشقی کے ڈرامے وگندی فلمیں دیکھ کر گناہ میں وقت گذارتے ہیں، گاڑیوں میں، موبائل میں گانے سنے بغیر ان کا وقت نہیں گذرتا، اللہ نے ان سب کو حرام کرنے کے ذریعہ انسان کو غفلت اور لہو ولعب اور گناہ میں مبتلا ہونے سے بچایا۔الحمدللہ

سوال: اللہ نے ظاہری نجاست سے پاکی کا حکم، کس حکمت سے دیا؟

جواب: اللہ نے مختلف جاندار مخلوقات پیدا کیں، ہر ایک کا کلچر الگ الگ رکھا، جانور طہارت اور غسل جنابت وغیرہ نہیں کرتا، کھڑے کھڑے بول وبراز کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لئے ختنہ کروانے کا نظام رکھا، اور بول وبراز بیٹھ کر پردے یا آڑ یا چھپ کر کرنے کا نظام رکھا، اور پاکی کے لئے وضو اور غسل کا طریقہ اپنی حکمت سے رکھا، تاکہ انسان کھڑ ہوکر بول وبراز نہ کرے، پیروں اور کپڑوں کو پیشاب کے قطروں سے بچائے، طہارت لے کر جسم کو پیشاب پاخانہ اور حیض کے خون سے پاک رکھے، ختنہ کا نظام اس لئے رکھا کہ اس کے ذریعہ جسم سے پیشاب خارج ہونے پر قطرے شرمگاہ کے پاس جمع نہیں ہوتے، اگر جمع ہوجائیں تو وہاں میل بن کر جراثیم بھی پیدا ہوسکتے

ہیں، اور پیشاب پاخانے اور مباشرت سے فارغ ہونے کے بعد گندگی سے پاک وصاف ہونے کے لئے طہارت یعنی وضو اور غسل کا طریقہ رکھا، اس سے انسان کو ظاہری پاکی ملتی ہے، وضو سے وہ نماز اور تلاوتِ قرآن کا ذہن اپنے اندر پیدا کرتا ہے۔

یورپ کے لوگ غیر ایمان والے کھڑے کھڑے بول و براز کر کے کاغذ سے صاف کر لیتے ہیں، کپڑوں اور پیروں کو اور جسم کو گندگی سے نہیں بچاتے، بغل اور ناف کے نیچے کے بال نہیں نکالتے، جس کی وجہ سے وہ عبادت کے لئے ناپاکی ہی کی حالت میں عبادت گاہ جاتے ہیں، مذہبی کتاب کو بھی غسل جنابت نہ کر کے ہاتھ لگاتے ہیں، بے طہارت رہتے ہیں، اللہ نے ایمان والوں کو ظاہری و باطنی طور پر پاک رہنے کا طریقہ بھی سکھایا اور جو احکام بھی نازل کئے اور زندگی کا ضابطہ و قانون نازل کیا وہ انسان کی عین فطرت کے مطابق ہے، کوئی قانون نہ انسان کے لئے مصیبت ہے، نہ ظلم۔ الحمد للہ

☆☆☆☆☆

دنیا میں مصیبتوں کے آنے کی حکمت

............بقیہ از صفحہ: ۱۸............

(۴) جان بوجھ کر اللہ کی نافرمانی و بغاوت، شرک و کفر اور منافقت میں مبتلا رہنے کے باوجود توبہ نہ کرنے، ایمان قبول نہ کرنے، دنیا میں فساد پھیلانے پر ایسے انسان کو دنیا میں بھی ذلت، ناپاکی اور گندگی میں مبتلا کرتا ہے، آپس میں نااتفاقی پیدا کر کے زلزلے، طوفان، قحط، بیماریوں میں مبتلا کر دیتا ہے، آخرت میں زبردست عذابات دیتا ہے۔

دنیا میں خوب عیش و آرام، خوشحالی اور سامان زندگی عطا کرتا ہے تاکہ جس طرح ڈوبنے والا خوب پانی پی کر ڈوبتا ہے، اس طرح خوشحال نافرمانی باغی، کافر و مشرک، دولت کے نشے میں خوب گناہ کر کے آخرت کے عذاب کے لئے تیار ہوتا ہے۔

یہ سب اللہ کی حکمتیں ہیں، اللہ ہی بہتر جانتا ہے، ہر انسان مصیبت پر اپنی اپنی زندگی کا جائزہ لے کر وہ کس وجہ سے مصیبت میں مبتلا ہوا ہے، اگر نیکی زیادہ گناہ کر رہا ہے تو مصیبت پر گناہ چھوڑ دے اور توبہ کر کے اللہ سے معافی کی امید رکھے۔

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

اللہ ہی اَلنَّافِعُ وَ الضَّارّ ہے

قُلْ لَّآ أَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعاً وَلاَ ضَرّاً إِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ . (الاعراف:۱۸۸)

ترجمہ: کہہ دو کہ ''جب تک اللہ نہ چاہے میں خود اپنے آپ کو بھی نفع یا نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا۔''

وَلاَ تَدْعُ مِن دُونِ اللّٰہِ مَا لاَ یَنفَعُکَ وَلاَ یَضُرُّکَ فَإِن فَعَلْتَ فَإِنَّکَ إِذاً مِّنَ الظَّالِمِیْنَ o (یونس:۱۰۶)

ترجمہ: اور اللہ کو چھوڑ کر کسی ایسے (من گھڑت معبود) کو نہ پکارنا جو تمہیں نہ کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے، اور نہ کوئی نقصان، پھر بھی اگر تم (بفرضِ محال) ایسا کر بیٹھے تو تمہارا شمار بھی ظالموں میں سے ہوگا۔''

قُلْ إِنِّیْ لَآ أَمْلِکُ لَکُمْ ضَرّاً وَلَا رَشَداً o (الجن:۲۱)

ترجمہ: کہہ دو کہ ''نہ تمہارا کوئی نقصان میرے اختیار میں ہے اور نہ کوئی بھلائی۔''

اللہ تعالیٰ نے دنیا کو انسانوں اور جنات کے لئے امتحان و آزمائش کی جگہ بنایا ہے اور اسباب یعنی مخلوقات کے درمیان رکھ کر ان کا امتحان لے رہا ہے، بظاہر مخلوقات سے نفع و نقصان ملتا ہوا نظر آ رہا ہے، دنیا میں بھیجنے سے پہلے ان کی تقدیر میں کب نفع ہوگا اور کب نقصان ہوگا، لکھ دیا ہے، دنیا میں ان کے لئے جو کچھ حالات آئیں گے وہ تقدیر کے مطابق ہی آئیں گے، تقدیر کے تحت ہی ان کو نفع یا نقصان ہوگا، ان حالات میں انسان جو بھی صبر یا شکر کا عمل اختیار کرے گا وہی آخرت میں ثبوت کے طور پر کامیابی و ناکامی کے سبب بنیں گے۔

دنیا کا امتحان یہ ہے کہ ان تمام حالات میں بندہ، اللہ سے نفع و نقصان ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے یا نہیں، یا اسباب سے نفع و نقصان کا عقیدہ رکھتا ہے، تمام حالات میں اللہ سے ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے یا اسباب کو اصل سمجھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے امتحان کی خاطر مخلوقات میں تاثیر رکھی ہے، اور بظاہر انسان کو اسباب سے ہی نفع ونقصان نظر آتا ہے، انسان کو دنیا کی زندگی کے سارے کام اسباب کی مدد سے کرنے کا طریقہ رکھا اور دنیا کو دارالاسباب بنایا، ایسی صورت میں انسان کو مختلف کاموں میں نفع یا نقصان ہوگا۔

قرآن کی سورۃ البقرہ، آیت: ۱۵۵' میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوفْ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الأَمَوَالِ وَالأنفُسِ وَ الثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ o الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعونَ o

ترجمہ: اور دیکھو! ہم تمہیں آزمائیں گے ضرور، (کبھی) خوف سے، اور (کبھی) بھوک سے، اور (کبھی) مال وجان اور پھلوں میں کمی کر کے، اور جو لوگ (ایسے حالات میں) صبر سے کام لیں' ان کو خوشخبری سنا دو۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو یہ کہتے ہیں ''ہم سب اللہ ہی کے ہیں، اور ہم کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

ان تمام صورتوں میں اللہ پر توکل کر کے صبر کرنے والے ہی کامیاب ہو سکتے ہیں، ایمان قبول کر لینے کے بعد اسلام پر زندگی گذارتے ہوئے دنیا کی تکالیف ومشکلات سے چھٹکارے کی گیارنٹی نہیں، مرنے تک انسانوں کو آزمائشی حالات سے گذرنا ہی ہوگا، اس کے ساتھ ساتھ قرآن وحدیث میں کھلے طور پر یہ تعلیم دے دی گئی کہ نفع ونقصان دنیا کی مخلوقات کے اختیار میں نہیں ہے، چونکہ انسان ہر کام میں بظاہر اسباب ہی سے نفع ونقصان نظر آتا رہتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو گمراہی سے بچانے کے لئے اپنی دو صفات النافع والضار کا تعارف کروایا ہے، تاکہ انسان اسباب کو اختیار کر کے پوری نظر اللہ پر رکھے، اور صرف اللہ ہی سے نفع ونقصان کا عقیدہ رکھے۔

اللہ تعالیٰ حکیم ہے وہ اپنی حکمت سے دنیا میں امتحان کی خاطر نفع بھی رکھا ہے اور نقصان بھی، اس کی مشیت ومرضی کے بغیر اسباب نہ نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان، اگر اسباب کے ذریعہ صرف نفع ہی نفع رکھتا تو انسان کا امتحان نہیں لیا جا سکتا تھا، ایمان والوں

اور غیر ایمان والوں کی پہچان کا ثبوت نہیں ہوتا تھا۔

اسباب میں ان کا اپنا ذاتی کوئی کمال وخوبی نہیں

اللہ تعالیٰ نے پانی کی فطرت یہ بنائی کہ وہ ہر چیز کو ڈبو دیتا ہے، مگر انسانوں کے دیو ہیکل جہاز کئی ٹن سامان لیکر پانی پر پھولوں کی طرح کس کے حکم سے تیرتے ہیں، اور پانی اپنی فطرت کے خلاف ان کو کس کے حکم سے سنبھالے رکھتا ہے، جب اللہ ڈبونے کا حکم دیتا ہے تو پانی ان کو ڈبو دیتا ہے، اس سے صاف یہ تعلیم ملتی ہے کہ پانی اللہ کے حکم سے اپنا اثر دکھاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہوا کی فطرت یہ بنائی کہ وہ کنکر بھی ہو تو زمین پر پھینک دیتی ہے، مگر انسانوں کے ہوائی جہاز اور بڑے بڑے پرندوں کو اپنی فطرت کے خلاف کس کے حکم سے سنبھالے رکھتی ہے، جب اللہ کی مرضی نہیں ہوتی تو انسانی جہاز کو مسافروں کے ساتھ نیچے گرا دیتی، لیکن پرندوں کو نہیں گراتی، بے شک اللہ کی مرضی سے ہوا، نفع یا نقصان پہنچاتی ہے، اس سے یہ معلوم ہوا کہ ہوا اللہ کے حکم سے اپنا اثر دکھاتی ہے۔

ہوا انسانوں اور جانوروں کے لئے سانس لینے میں مدد دیتی ہے، ذرا سی بھی ساند ہو تو داخل ہو جاتی ہے، مگر جب کسی انسان کی موت کا وقت آجاتا ہے تو آخر ناک کھلی رہنے، پھیپھڑے کام کرنے، ناک میں آکسیجن لگانے کے باوجود کس کے حکم سے اندر جانا بند ہو جاتی ہے، حلق کھلا رہنے کے باوجود غذاء اور پانی حلق سے واپس آجاتے ہیں، بیشک ہوا اللہ کے حکم کے بغیر کسی کی سانس بنتی ہے یا نہیں بنتی، سکرات کے وقت آنکھیں، زبان صحیح سلامت رہنے کے باوجود انسان دنیا کو نہیں، فرشتوں اور عالم بالا کو دیکھنا شروع کر دیتا ہے، دنیا کی چیزوں کو دیکھنے سے اندھا ہو جاتا ہے، اس لئے اسباب اللہ کی مرضی سے کام کرتے ہیں، اس سے صاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہوا ہو، یا پھیپھڑے ہوں، یا آنکھیں یا زبان، اللہ کے حکم سے کام کرتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے دوا، انسان اور جانداروں کے علاج کے لئے دنیا میں رکھی ہے، مگر اس سے شفاء اللہ ہی کی مرضی ومشیت سے ملتی ہے، ایک ہی دوا دس آدمیوں کو دی جاتی

ہے، اس میں سے سات بچ جاتے ہیں اور تین اسی دوا کے استعمال کے باوجود موت کے حوالے ہوجاتے ہیں، اگر دوا سے زندگی ملنا ہوتا تو پورے دس کے دس صحت مند ہونا چاہئے، بیشک دوا میں نفع ونقصان، اللہ کی مشیت سے ہوتا ہے، چونکہ دنیا دار الاسباب ہے اس لئے دوا کرنا سنت ہے، بغیر دوا کھائے صحت نہیں ملتی۔

☆ انسان طاقت حاصل کرنے اور بھوک، پیاس مٹانے کے لئے مختلف غذائیں کھاتا ہے، ان غذاؤں سے اللہ انسان کے جسم کو منرل اور وٹامن ملنے کا طریقہ رکھا؛ تاکہ طاقت وقوت ملتی رہے، مگر انسان جب بوڑھا ہوجاتا ہے تو وہی غذائیں، وہی پھل اور میوے انسان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتے، اس کی آنکھوں، کانوں، دل ودماغ اور خون کی ساری حرکت ختم ہونا شروع ہوجاتی ہے، آخر پورے اعضاء رہنے کے باوجود انسان اندھا، بہرا، دماغ سے بھولنا کس کے حکم سے بن جاتا ہے، غذائیں اگر نفع دینے والی ہوتی تو مرنے تک ساتھ دینا چاہئے، بیشک اسباب میں نفع ونقصان دینا اللہ کے حکم سے ہوتا ہے، غذاؤں میں اثر اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔

☆ سورج کی شعاعوں سے گرمی پیدا ہوتی ہے، ایک کھیت انگور کا، ایک کھیت چاول کا بازو بازو ہوں، تو دونوں کھیتوں پر سورج کی گرمی پہنچتی ہے، آخر انگور کے پھل میں ایک ہی گرمی سے سخت مغز کو پانی کون بناتا ہے اور اسی گرمی سے چاول کے دھانوں میں پانی کو سخت بنا کر سخت چاول کون بناتا ہے، جبکہ دونوں کو ایک ہی سورج سے گرمی ملتی ہے، اس میں سورج کا کوئی کمال نہیں، صرف اللہ کے حکم سے ایک پھل نرم بنتا ہے اور دوسرا سخت، بیشک اللہ ہی نفع ونقصان دے سکتا ہے، اللہ نے اسباب کو ذریعہ بنایا ہے، وہ خود آکر ذات سے نرم اور سخت نہیں کرتا۔

☆ جانداروں کا فضلہ، انسان نہیں کھا سکتے، خاص طور پر انسانوں کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے، مگر وہی فضلہ کھاد کی شکل میں نباتات کی جڑوں میں ڈالا جائے تو ان کے لئے فائدہ مند بن جاتا ہے، جانور کسی جانور کو شکار کرکے جب اپنی غذاء بناتا ہے تو اس کے

سارے جسم کے اعضاء کے ساتھ ساتھ اس کی آنتیں اور خون سب ہضم کر لیتے ہیں، اور ان کے پیٹ میں جانوروں کا فضلہ، خون اور زہر سب جاتا ہے، مگر ان کو نقصان نہیں ہوتا۔

جھینگور، چوہے وغیرہ گندی نالیوں میں رہتے ہیں، زہریلے گیس سے نہیں مرتے، سارس اور بگلا، مچھلی اور سانپ کو ثابت نگل جاتے ہیں، شیر، جانوروں کا خون پی جاتا ہے، کتا اور بلی نالیوں کا گندہ پانی پیتے ہیں، سانپ، چوہے کو ثابت نگل کر پیٹ میں گلاتا ہے، غور کیجئے کہ نفع ونقصان کس کے حکم سے کس کو ہوتا ہے اور کس کو نہیں ہوتا، بیشک اسباب میں نفع ونقصان کی طاقت نہیں، اللہ کے حکم کے بغیر وہ کسی کو نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

☆ پانی کے بخارات، ہوا کے ذریعہ آسمان پر چلے جاتے ہیں، مگر سورج سے قریب ہو جانے کے باوجود وہ ابر اور برف بن کر محفوظ ہی رہتے ہیں، پانی کے بخارات سورج کی گرمی سے جل کر ختم نہیں ہو جاتے، پھر اوپر پانی کو سورج سے قریب ہونے کے باوجود اتنا کیسے ٹھنڈا ہو کر وہ برف کے اولے کس کے حکم سے بنتا ہے؟ کون اُسے نفع بخش میٹھے پانی میں اور برف کو روئی کے گالوں میں تبدیل کرتا ہے؟ بیشک نافع وضارّ اللہ کے سواء کوئی دوسرا نہیں۔

☆ تمام پرندے انڈے دیتے ہیں، ان کے انڈوں پر ان کے ماں باپ بیٹھ کر سینکتے اور گرم رکھتے ہیں، اور باقاعدہ گردش دیتے ہیں، تب اللہ تعالیٰ انڈوں میں بچے بناتا ہے، لیکن مچھر، مینڈک اور مچھلی کے انڈے پانی پر ہوتے ہیں، ان کو گرمی نہیں ملتی، پانی کی ٹھنڈک ملتی ہے، ان کو مچھر، مچھلی، مینڈک نہ سینکتے ہیں اور نہ کوئی گردش دیتا ہے، اللہ تعالیٰ ان میں سے بچے نکالتا ہے، اسی طرح مگرمچھ اور تانبیل کے انڈے ریت میں بند پڑے رہتے ہیں، انہیں گرمی تو ضرور ملتی ہے مگر کوئی گردش نہیں دی جاتی، پھر بھی اللہ ان انڈوں سے بچے نکالتا ہے، اس سے یہ معلوم ہوا کہ اسباب میں اثر نہیں، اللہ نے جو طریقہ اور ضابطہ بنایا ہے وہی اس کے لئے نفع ونقصان بنتا ہے، اللہ اسی طریقہ سے نفع ونقصان دیتا ہے۔

☆ انسان سمجھتا ہے کہ میاں بیوی کے ملاپ سے اولاد پیدا ہوتی ہے، لیکن بہت سارے انسانوں کو نکاح کے باوجود اولاد نہیں ہوتی، اور بعض کو صرف لڑکے ہوتے ہیں اور

بعض کو صرف لڑکیاں اور بعض کو لڑکے لڑکیاں دونوں ہوتے ہیں، جانوروں میں کوئی جانور بانجھ نظر نہیں آتا، ہر مادہ بچے دیتی ہے یا انڈے، انسانوں ہی میں بانجھ ہوتے ہیں، اس لئے نفع ونقصان اللہ کے اختیار میں ہے، وہ جسے چاہے اولاد دیتا ہے، جسے چاہے بانجھ رکھتا ہے، چاہے انسان کچھ بھی اسباب اختیار کرلے، جس کو بانجھ رکھنا ہے اُسے بانجھ بنا کر بے اولاد رکھتا ہے، اور اس کی نسل ختم کر دیتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ گرمی، سردی، یا نر اور مادہ کا محتاج نہیں، وہ بغیر ماں باپ، نر اور مادہ کے پھلوں، ترکاریوں، غلوں اور گندی جگہوں پر کیڑے پیدا کر دیتا ہے، جانداروں کے خون میں RBC اور WBC بیکٹیریا پیدا کرتا ہے، وہ اللہ ہی کی مرضی سے اپنا کام کرتے ہیں۔

اسی لئے ایمانیات میں انسان یہ اقرار کرتا ہے کہ شر بھی اللہ کی طرف سے خیر بھی اللہ ہی کی طرف سے ہے، فائدہ بھی اللہ کی طرف سے نقصان بھی اللہ کی طرف سے ہے۔

معرفتِ الٰہی کے لئے جمالی وجلالی صفات کا ذکر ایک ساتھ کرنا

اسلام نے اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کو اعتدال کے ساتھ بیان کرنا سکھایا، وہ صرف اللہ کو جبار یا صرف قہار نہیں بلکہ رحمٰن ورحیم، قہار وجبار کہنا سکھایا، ایمان دراصل خوف وامید کے درمیان کا نام ہے، اسلام نے یہ تعلیم دی کہ اللہ کے جلالی صفاتی نام کے ساتھ جمالی صفاتی نام بھی لیا جائے؛ تاکہ انسان اللہ کو صرف غضب والا یا صرف رحم کرنے والا تصور کر کے غلط فہمی میں مبتلا نہ ہونے پائے، اہل کتاب اسی وجہ سے گمراہ ہوئے، اس لئے جلالی صفات کے ساتھ اس کے جمالی یا مقابل کی صفات نہ بولی جائے تو ان کا استعمال جائز نہیں، اس لئے اللہ کو صرف الضّار (نقصان پہنچانے والا) کہنا درست نہیں، اس لئے الضار کے ساتھ النّافع (نفع پہنچانے والا) کہنا ہوگا، اس سے اللہ کی قدرت کی وسعت ظاہر ہو کر جو نقصان دینے والا ہے، نفع بھی وہی دینے والا ہے، کی پہچان حاصل ہو کر اس کا کمال قدرت ظاہر ہوگی، اور انسان کو اللہ کے نافع وضارّ ہونے کے ذریعہ دونوں طریقوں سے امتحان لینے کا عقیدہ رہتا ہے۔

قارون، بنی اسرائیل میں ہونے کے باوجود اللہ کی صفات نافع و ضارّ سے ناواقف تھا

قارون نے دولت کے ملنے پر اس کو اپنی ذاتی محنت اور کمائی تصور کر کے غرور و تکبر میں مبتلا ہو گیا، اور ناشکرا بن کر پیغمبر کی اطاعت کرنے اور زکوٰۃ نکالنے سے انکار کیا، اللہ کی صفات نافع وضار سے ناواقف تھا، اور اپنی شان دکھانے کے لئے تکبر کے ساتھ عوام کے درمیان جلوس کی شکل میں اکڑتا ہوا نکلا اور فاحشہ عورت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زنا کا الزام لگایا اور حضرت موسیٰؑ کو بدنام کرنا چاہا، تو اللہ نے حضرت موسیٰؑ کو اختیار دیا کہ اس کو آپ جو سزا دینا چاہیں دیں، حضرت موسیٰؑ نے اللہ کے حکم سے زمین کو حکم دیا کہ اُسے اپنے اندر لے لے، جب وہ زمین میں پھنس گیا تو اس نے کہا: اچھا موسی! تم میرے خزانوں پر قبضہ کرنا چاہتے ہو؟ تو انہوں نے زمین کو اس کے خزانوں کے ساتھ دفن کر لینے کا حکم دیا، اللہ تعالیٰ اس کو اپنی دولت پر بھروسہ کرنے پر اپنی صفت الضّارّ سے نقصان دے دیا، اس لئے جب اللہ کسی کو تباہ و برباد کرنا چاہے نقصان پہنچانا چاہتا ہے تو کوئی مخلوق اللہ کے فیصلے سے اُسے بچا نہیں سکتی، نہ اللہ کے حکم کو روک سکتی ہے۔

ابرہہ کو صفت الضّارّ سے تباہ و برباد کر دیا

ابرہہ کو اپنی فوج طاقت حکومت، ہتھیاروں اور تعداد پر اعتماد تھا، عام طور پر ایمان سے خالی انسان اسی طرح اسباب پر نفع و نقصان کا عقیدہ رکھتے ہیں، اسی اسباب کے بھروسہ وہ اللہ کے گھر کعبۃ اللہ کو ڈھانے کے لئے 60 / ہزار کا لشکر اور ہاتھیوں کو ساتھ لایا تھا، اللہ تعالیٰ اس کو انسانوں سے جنگ کرنے کے بجائے ابابیل جیسی چھوٹی چڑیوں کی چونچ اور پنجوں میں مٹی کی کنکریوں کو بم جیسی طاقت دے کر اس کو اور اس کی فوج کو موت کے گھاٹ اتار دیا، اس لئے اللہ جب کسی کو نقصان پہنچانے پر آتا ہے تو کسی کا بس نہیں چلتا، اکثر انسان جب اللہ کے نافع وضارّ کی پہچان اور تعارف نہیں رکھتے، وہ دولت کے نشہ میں یا حکومت کے اقتدار اور طاقت میں یا سائنس کے علم کی ترقی اور نئے

نئے ہتھیار بنا کر یا انسانوں کی تعداد کی کثرت میں اللہ کی پکڑ اور ضارّ کو بھول کر اسباب پر نفع ونقصان کا عقیدہ بنا لیتے ہیں۔

فرعون اور اس کے لشکر کو پانی میں ڈبو کر اس کی حکومت ہی ختم کر دی

فرعون کو اپنی حکومت واقتدار پر بڑا اعتماد تھا، وہ اپنے آپ کو انا ربکم الاعلیٰ کہتا تھا، زمین پر مختصر وقت کے لئے حکومت ملنے پر اپنی خدائی چلائی، اس کی قوم پر بار بار عذابات آنے کے باوجود وہ اور اس کی قوم نے اللہ کو نقصان پہنچانے والا نہیں سمجھا، ہر بار حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر اور منحوس تصور کر کے تکالیف ہونے کا تصور قائم کر لیا، بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے بچوں کو قتل کر کے حضرت موسیٰؑ کی پیدائش کو روکنا چاہا، چنانچہ ایک سال پیدا ہونے والے بچوں کو قتل کرتا اور ایک سال چھوڑ دیتا، اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کے پیدا کرنے سے پہلے فرعون کو خواب میں بتلایا، اور حضرت موسیٰؑ کو اسی سال پیدا فرمایا جس سال وہ بچوں کا قتل کر رہا تھا، اور اسی کے محل میں آپؑ کی پرورش کی، اور قیامت تک آنے والے انسانوں کو یہ تعلیم دی کہ اللہ کی مرضی کے بغیر کوئی کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتا، چاہے انسان کتنے ہی منصوبے بنالے اللہ کی مرضی کے بغیر چیونٹی اور مچھر کو بھی نہیں مار سکتا۔

جب فرعون کی موت کا وقت آ گیا تو اس کو اور اس کی فوج کو بغیر جنگ کے سواریوں اور ہتھیاروں کے ساتھ پانی میں ڈبو دیا، سب اسباب رکھنے کے باوجود وہ اپنے کو بچا نہیں سکا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کے نقصان پہنچانے کو ان کے لئے نفع بخش بنا دیا

اللہ تعالیٰ شر میں سے خیر اور خیر میں سے شر نکالتا ہے، وہ بڑا حکیم و دانا ہے، حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے جلن وحسد میں برائی اور نقصان پہنچانے کا ان کے لئے منصوبہ بنایا تھا، اور اپنی عقل سے ان کو باپ سے دور کرنے کے لئے شر اختیار کر کے کنویں میں ڈال دیا، وہ اللہ کی صفات نافع وضارّ کو بھول گئے تھے، اور سمجھے کہ ہم چاہیں تو حضرت یوسفؑ کو نقصان پہنچا سکتے ہیں، مگر اللہ نے ان کو کنویں سے نکال کر خیر پیدا کرنے کے لئے انہیں مصر

کے بازار میں پہنچا دیا، وہاں زلیخا نے ان کے ساتھ شر پیدا کرنے کے ارادے سے برائی کرنا چاہی، اللہ نے بچالیا، پھر وہ عورتوں کے شر سے بچنے کے لئے جیل جانے کی اللہ سے دعاء مانگی اور جیل سے حکومت کے تخت پر آ گئے، اس لئے نافع وضار سوائے اللہ کے کوئی دوسرا نہیں۔

بنی اسرائیل کے صندوق کو نفع ونقصان کا ذریعہ بنا دیا

بنی اسرائیل کے پاس ایک متبرک سامان کا صندوق تھا جس میں حضرت موسیٰؑ کا عصاء، کپڑے اور ایک برتن میں منّ رکھا ہوا تھا، بنی اسرائیل تبرک کے طور پر جنگ وغیرہ کے وقت اس کو برکت کے لئے ساتھ رکھتے، ایک مرتبہ مشرکین نے اس صندوق کو قبضہ کرکے لے کر چلے گئے، وہ لوگ اس صندوق کو جس علاقے اور گاؤں میں رکھتے، وہاں وبائیں اور بلائیں پھوٹ پڑتی، مجبور ہو کر انہوں نے خود اس صندوق کو بیل گاڑی میں رکھ کر بنی اسرائیل کے علاقے کی طرف ہانک دیا، ایک کے لئے اللہ نے اُسے نفع کا ذریعہ بنایا اور دوسرے کے لئے نقصان کا ذریعہ بنا دیا۔

زم زم کے پانی کو نفع بخش بنا دیا

اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پیروں کے پاس سے زم زم جاری کیا، جبکہ اطراف کوئی تالاب، ندی یا دریا اور سمندر نہیں، وہ ہزاروں سالوں سے زندہ کنواں بنا ہوا ہے، انسان عام پانی پینے سے پیاس بجھتی اور پیشاب آتا ہے، مگر زم زم پینے سے بھوک مٹتی اور پیشاب بہت کم آتا ہے، دعاء بھی قبول ہوتی ہے، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ایمان قبول کرنے سے پہلے کعبۃ اللہ میں ایک مہینہ تک بغیر غذاء کھائے صرف زم زم پی کر رہے ہے، حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسماعیلؑ توشہ ختم ہونے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آنے تک زم زم ہی پر گذارا کیا، بیشک اللہ اسباب میں جو کمال پیدا کرتا ہے وہی ظاہر ہوتا ہے، حالانکہ اللہ نے پانی کی فطرت پیاس بجھانا بنائی نہ کہ بھوک مٹانا۔

اللہ اپنی صفت الضّارّ سے نافرمانوں کو برباد کر دیتا ہے

عاد وثمود کو اللہ نے زبردست طاقت اور ہنر عطا فرمایا تھا، جس کی وجہ سے وہ

پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے تھے، اور اپنے کو طاقتور سمجھ کر کوئی نقصان نہ پہنچانے والا سمجھتے، پیغمبر کی دعوت کا انکار کر کے غرور و تکبر میں مبتلا ہوئے اللہ نے ان کو ہواؤں میں طوفان لاکر ان کی طاقت وقوت کو ملیا میٹ کر دیا اور الضّارّ ہونے کے ناتے پہاڑوں کے اندر سے ہواؤں کے ذریعہ باہر لاکر اٹھا اٹھا کر پٹک پٹک کر سر کے بل گرا کر ختم کر دیا، اگر وہ اللہ کو نافع و ضارّ سمجھتے تو ان میں عاجزی اور فرمانبرداری پیدا ہوتی اور اللہ سے ڈرتے۔

یہی حال قومِ لوط کا ہوا، پیغمبر کی دعوت کا انکار کیا اور اپنی بدکاری پر جمے رہے، الٹا پیغمبر کو دھمکیاں دیتے تھے، اللہ نے پتھروں کی بارش اور زمین کو اُلٹا کر انہیں صفت اَلضَّار سے ہلاک کر دیا۔

قوم صالح نے بھی گھمنڈ اور تکبر میں پیغمبر حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت قبول نہ کی اور اللہ کی معجزے کے طور پر پیدا کی گئی اونٹنی کو نڈر بن کر قتل کر دیا، اللہ نے ان کو بھی اپنی صفت الضار سے ہلاک کر دیا۔

زید بن حارثہؓ کو نقصان سے فائدے میں پہنچا دیا

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اپنی ماں کے ساتھ سفر پر تھے، ڈاکوؤں نے ان کو لوٹ کر غلام کی حیثیت سے بیچ دیا، ان کے ماں باپ کو بیٹے کے گم ہو جانے پر غم تھا، اللہ نے اس شر میں سے خیر نکال کر ان کو حضرت خدیجہؓ کے گھر پہنچا دیا، پھر حضرت خدیجہؓ نے انہیں رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیا، وہ مکہ میں حضور ﷺ کے منہ بولے بیٹے بن گئے، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی صفت نافع سے بڑے صحابیؓ کا درجہ دے دیا، اس لئے عزت و ذلت سب اللہ کے اختیار میں ہے۔

اللہ نے رسول اللہ ﷺ کی دعاء سے حضرت عمرؓ کو نفع یعنی ایمان عطا کیا

رسول اللہ ﷺ نے اللہ سے حضرت عمرؓ اور ابو جہل دونوں میں سے کسی ایک کو ایمان سے نوازنے کی دعاء کی، حضرت عمرؓ ننگی تلوار لے کر نکل گئے کہ محمدؐ کو قتل کر دیں گے، مگر راستے میں ان کی بہن فاطمہؓ جو ایمان لا چکی تھیں' ان کے ذریعہ حضرت عمرؓ شر سے خیر کی حالت

میں آگئے اور اپنی بہن کو مارنے پیٹنے کے باوجود ان کے دل سے ایمان کو نہ نکال سکے، متاثر ہوکر خیر حاصل کرنے دار الارقم پہنچ کر کلمہ پڑھا، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ اسلام کو نفع پہنچایا۔

اللہ نے مکی زندگی کے مقابلے مدنی زندگی کو نفع بخش بنادیا

مکی زندگی کے حالات میں مشرکین، رسول اللہ ﷺ کو اور صحابہ کرامؓ کو نقصان پہنچا رہے تھے، اور مکی زندگی میں جینا مشکل کردیا تھا، اللہ نے انصار صحابہؓ کے دلوں کو نرم کر کے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کروائی اور مدینہ آنے کی دعوت دلائی، تب رسول اللہ ﷺ سے پہلے حضرت مصعب بن عمیرؓ مدینہ جا کر بہت سے لوگوں میں ایمان پہنچایا تو مدینہ کا ماحول حضور اکرم ﷺ کے لئے اور مسلمانوں کے لئے خیر اور نفع بخش بن گیا، اللہ تعالیٰ نے مکہ کے ماحول کے مقابلے ایکدم مدینہ کے ماحول کو بدل دیا، یہاں تک کہ انصار، مکہ کے مہاجرین صحابہؓ کو اپنے بھائی بنا کر نفع پہنچانے والے بن گئے، مخالفت کے خلاف ایثار وقربانی کا ماحول اللہ نے اپنی صفت نافع سے ظاہر کردیا اور سگے بھائیوں سے بڑھ کر محبت پیدا کردی، بیشک اللہ کے سوا کوئی دوسرا نافع وضار نہیں۔

مشرکین مکہ، رسول اللہ ﷺ کے ہجرتِ مدینہ کے وقت آپؐ کے گھر کے اطراف قریش کے تمام قبائل کے نوجوانوں کو ایک ساتھ حملہ کر کے قتل کرنے کے منصوبے سے بٹھادیا، مگر اللہ تعالیٰ جب نفع وحفاظت کرنا چاہتا ہے تو کسی کو اپنے منصوبے میں نقصان پہنچانے کے لئے کامیاب ہونے نہیں دیتا، ان کے اوپر نیند اور اونگ طاری کر کے ان کی آنکھوں میں دھول جھونک کر اندھا بنادیا، اور وہ صبح تک نکلنے کے انتظار ہی میں رہے، جب ناکام ہوگئے، تو انہوں نے اعلان کردیا کہ آپ ﷺ کو پکڑ کر لانے والے کو سو 100 سرخ اونٹ انعام دیا جائے گا، اور غارِ ثور کے قریب آ کر بھی اندھے بنے رہے اور حضور ﷺ آسانی سے مدینہ پہنچ گئے، اللہ نے پورے سفر میں آپ ﷺ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھا۔

اللہ نے صلح حدیبیہ کے شر سے خیر نکالا، مشرکین کو نفع نہ مل سکا

صلح حدیبیہ میں مشرکین مکہ نے اپنی عقل وہوشیاری سے یکطرفہ معاہدہ کر کے یہ

تصور قائم کیا کہ ہم کامیاب ہوگئے، صلح ہونے کی وجہ سے اس میں سے اللہ نے خیر پیدا کیا، دس سال تک جنگ نہ کرنے کے معاہدے کی وجہ سے امن قائم ہوگیا جس کی وجہ سے مکہ کے اکثر مشرک اپنے خاندان والوں سے ملنے مدینہ آنے لگے، اور صحابہؓ رشتہ داروں دوستوں کے پاس مہمان بننے لگے، اس کی وجہ سے ان کو صحابہؓ کی زندگیوں کی نورانیت ان کے ساتھ رہ کر دیکھنے کا موقع ملا، جس کی وجہ سے وہ اپنی مشرکانہ زندگی کا صحابہؓ کی نورانی زندگی سے تقابل دل ہی دل میں کرنے لگے، اوران کے دلوں میں اسلام کی حقانیت داخل ہونے لگی، چنانچہ مکی زندگی کے شروع کے دس سالوں میں اتنے لوگ اسلام میں داخل نہیں ہوئے جتنے صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے آخری تین سالوں میں مسلمان ہوئے اور بغیر جنگ کے مکہ فتح ہوگیا، رسول اللہ ﷺ کو مکہ میں نفع بخش ماحول مل گیا۔

صلح حدیبیہ کے معاہدے میں یہ شرط بھی تھی کہ جو لوگ مکہ سے مدینہ ایمان لاکر مسلمانوں کے پاس آئیں گے، انہیں مکہ واپس کرنا ہوگا، مگر اللہ نے اس شرط کے اثرات الٹے کردئے، بعض صحابہؓ مشرکین مکہ کی قید سے چھوٹ کر مکہ اور مدینہ کے صحراء ہی میں چھپ کر مشرکین تجارتی قافلوں پر حملے کرکے لوٹنے لگے، اس پر مشرکین مکہ نے اپنے ہی شر کے معاہدہ کو ختم کرکے حضور اکرم ﷺ سے اصرار کیا کہ ان مسلمانوں کو مدینہ بلانے کی درخواست کی، اس طرح اللہ نے اس شرط کے خلاف خیر پیدا کردیا، بیشک اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی دوسرا نافع اور ضار نہیں، انسان نفع ونقصان کے حالات میں اللہ کی رحمت کو نہیں سمجھ سکتا۔

انسان عددی قوت اور ہتھیاروں سے نفع حاصل نہیں کرسکتا

مشرکین مکہ، مدینہ پر حملہ کرکے مسلمانوں کو پوری طرح ہلاک کرکے اسلام کو مٹانا چاہتے تھے، ابوسفیان کا قافلہ مکہ محفوظ پہنچ جانے کے باوجود ایک ہزار کا لشکر لیکر ہتھیاروں اور سواریوں کے ساتھ بدر کے مقام پر آگئے، ان کو اپنی طاقت اور اسباب پر بڑا بھروسہ تھا کہ وہ مدینہ کے کاشت کاروں اور کمزور مسلمانوں کو مٹادیں گے، ان کو یہ بھی احساس تھا کہ ہم جنگجو ہیں، ہمارا مقابلہ مدینہ والے نہیں کرسکتے، اللہ تعالیٰ جب کسی کی موت کا وقت لاتا

ہے تو وہ خود بخود چل کر قتل گاہ پر آ جاتا ہے، یہی حال مکہ کے مشرک سرداروں کا ہوا، وہ اپنی طاقت میں اندھے بن کر اپنی قتل گاہ پر آ گئے اور ۳۱۳ر مسلمانوں سے قتل کرادئے گئے، اللہ نے قیامت تک انسانوں کو بتلایا کہ عددی قوت یا ہتھیاروں کی زیادتی اور جنگی تجربہ سے فتح نہیں مل سکتی، اللہ ہی اصل نافع وضار ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو ہر طاقتور کمزور کو ختم کردیتا۔

☆ اسی طرح جنگ خندق میں مشرکین دس ہزار کا لشکر لیکر مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے آ گئے، اور اللہ کے نافع اور ضارّ ہونے کو نہیں سمجھے تھے، اپنی تعداد اور پورے مشرک قبائل کے اتحاد واتفاق پر فتح ملنے کا عقیدہ رکھ کر ایک مہینہ محاصرہ کرنے کے باوجود کامیاب نہ ہوسکے، آخر میں اللہ کے صرف آندھی وطوفان اور ہواؤں کی تیزی سے ان کے ڈھیروں پکوان کے برتن الٹنے، کھانوں میں ریت پڑ جانے، جانوروں کے بدکنے، مٹی کے طوفان اڑنے پر ناکام ہوکر واپس چلے گئے، جنگ خندق کے حالات بھی اللہ کے نافع وضار کی کھلی تعلیم دیتے ہیں۔

جب اللہ نفع پہنچانا چاہے تو نفع کے راستے پیدا کردیتا ہے

حضرت سلمان فارسیؓ، فارس، ایران کے ایک دیہات میں رہنے والے تھے، اللہ کے نفع پہنچانے کے حالات سے مختلف راہبوں کی سرپرستی سے ہوتے ہوئے غلام بنا کر مدینہ کے ایک یہودی کے ہاتھوں فروخت کردئے گئے اور پھر رسول اللہ ﷺ پر ایمان لا کر اللہ نے انہیں بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم میں مقام عطا فرمایا، جبکہ ان کے والد مجوسی آگ کی پرستش کرنے والے تھے، اللہ جس کے لئے خیر چاہتا ہے دنیا کی کوئی طاقت اس خیر کو روک نہیں سکتی۔

جنگ احد کی شکست میں نفع ونقصان اللہ سے ہونے کی تعلیم دی گئی

جنگ احد میں نوجوان نئے نئے ایمان قبول کرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی شریک تھے، تعداد شروع میں ایک ہزار تھی، پھر تین سو 300 منافقین نے ساتھ چھوڑ دیا، اس مرتبہ مسلمان بدر کے مقابلہ تیاری کے ساتھ اور زیادہ تعداد میں غزوۂ احد میں آئے تھے، ان کے بعض نوجوانوں کو یہ احساس ہوا کہ ہم کم تعداد میں بدر میں مشرکین کو نقصان پہنچا چکے ہیں، یہ موت سے ڈرتے ہیں، لہٰذا ہم سے مقابلہ یہ مشرکین نہیں کرسکتے، چنانچہ ابتداء میں

کامیابی ملتے ہی دشمنوں کو پوری طرح شکست دیئے بغیر دنیا کی لالچ میں مال غنیمت لوٹنے میں اکثر لوگ مشغول ہوگئے اور رسول اللہ ﷺ کی احکام کی پابندی نہ کرکے حفاظت کے مقام کو چھوڑ کر میدانِ جنگ میں آگئے، اللہ نے اس جنگ کو کامیابی سے ناکامی میں بدل دیا اور تعلیم دی کہ اگر اس جنگ میں رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کے باوجود کامیابی ملتی تو تمہارے پاس حضور اکرم ﷺ کی اتباع اور حکم کی پیروی کا کوئی احساس باقی نہیں رہتا تھا اور ہمیشہ تم اللہ سے نفع ونقصان کا عقیدہ رکھنے کے بجائے اپنی طاقت اور عددی قوت پر اعتماد کرتے تھے اور اسباب سے کامیابی ملنے کا تصور رکھ لیتے تھے۔

اللہ نے جنگ بدر میں سب کچھ کمی کے باوجود محض رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی وجہ سے کامیابی دلائی اور نقصان سے بچایا، اس لئے اللہ ہی کو نافع وضار مانو اور ہمیشہ یہی عقیدہ رکھو۔

اللہ کی ان صفات کی پہچان نہ ہونے کی وجہ سے انسان شرک میں گرفتار ہے

دنیا میں ہر زمانہ کے انسانوں کی زندگی یہ ظاہر کرتی ہے کہ جب بھی اکثر انسان اللہ کی ان صفات نافع وضار کا ادراک نہیں رکھتے تھے یا نہیں رکھتے ہیں، یا تقدیر کو نہیں مانتے یا تقدیر پر کمزور عقیدہ رکھتے ہیں، وہ اسباب ہی کو اصل سمجھتے ہیں اور اسباب ہی سے نفع ونقصان کا عقیدہ رکھتے تھے اور رکھتے ہیں، اسی وجہ سے اسباب سے نفع ونقصان کا تصور رکھ کر عقیدت پیدا کر لیتے ہیں، ان کی عبادت و پرستش کرتے ہیں، اسی عقیدے کی وجہ سے چڑھاوے چڑھاتے ہیں اور شرک میں گرفتار رہتے ہیں اور اسباب کو منحوس یا مبارک سمجھتے ہیں۔

چنانچہ ہر زمانے میں ایمان سے محروم یا ایمان سے کمزور انسان توہم پرستی اور مشرکانہ عقائد کا شکار رہے، عربوں میں زمانے جاہلیت میں تیروں سے فال نکالتے تھے، آج بھی ہاتھ کی لکیروں سے یا طوطے سے فال نکال کر قسمت معلوم کرتے ہیں، عرب ان کے فال کے مطابق پرندہ مخالف سمت میں اڑ جائے تو کپڑے اتار کر پلٹ کر پہنتے ہیں تاکہ نقصان نہ ہو، اسی طرح آج بھی اکثر لوگ دینوی تعلیم کے باوجود دنوں، مہینوں، تاریخوں کو منحوس اور نقصان دہ سمجھ کر تجارت، شادی بیاہ، سفر وغیرہ اہم کام نہیں کرتے۔

گھر اگر تکونی بنا ہوا ہو تو واستو کی طرح نہیں سمجھتے، منحوس ونقصاندہ خیال کرتے ہیں، حالت حیض میں عورت کو منحوس سمجھتے ہیں، برتن اور باورچی خانہ میں جانے نہیں دیتے ہیں، سب سے الگ سلاتے ہیں، ۳۔اور ۱۳/تاریخ اور چہارشنبہ کو نقصان دہ تصور کرتے ہیں، ان دنوں کوئی کام نہیں کرتے۔

جسموں پر مشرکانہ تصاویر اتار کر نقصان سے بچنے کا عقیدہ رکھتے ہیں، تعویذ گنڈوں سے نفع یا نقصان اور بیماریوں سے شفاء اور صحت ملنے، شیاطین کے اثرات سے دوری ملنے کا تصور رکھتے ہیں۔

اکثر لوگ اللہ کے تکوینی نظام آسمان' چاند' سورج' موسم' بارش' وغیرہ میں بزرگوں' ولیوں' دیوی دیوتاؤں کے ذریعہ کائنات میں تصرف واختیارات مان کر ان سے نفع ونقصان کا عقیدہ رکھتے ہیں، ان کے لئے نیاز' منتیں' پرستش اور چڑھاوے وغیرہ چڑھاتے ہیں۔

☆ سورج' چانداور ستاروں وغیرہ کو نفع ونقصان سے زندگی باقی رہنے کو مان کر ان کی پوجا کرتے ہیں، بعض ستاروں کو منحوس اور دمدار ستارہ کہتے ہیں اور بعض کو بارش کے برسنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

☆ کسان' کھیت سے زندگی چلنے کا تصور رکھ کر، یا دکان سے زندگی کا تصور رکھ کر یا اوزار اور مشینوں سے زندگی میں کامیابی کا تصور رکھ کر ان چیزوں کی عبادت و پرستش کرتے ہیں، بعض تو بارش کا موسم شروع ہونے کے لئے مینڈک' کوئیلا وغیرہ کی پرستش کرتے ہیں اور تصور رکھتے ہیں کہ اس سے خوب بارش ہوگی۔

☆ ڈاکٹر سے علاج کروانے پر دواخانے' ڈاکٹر اور دوا کو فائدہ پہنچانے صحت ملنے کا تصور رکھ کر ان کی تعریف کرتے ہیں، دواؤں سے صحت ملنے کا عقیدہ رکھ کر لوگوں سے اظہار کرتے ہیں۔

☆ سمندروں سے سونامی اور طوفان آنے پر باقاعدہ سمندر پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں، ندی' دریا اور سمندر پر سے گذرتے وقت پیسے پھینکتے ہیں، کسی زمانہ میں نوجوان لڑکی کو دولہن

بنا کر دریا اور سمندر میں بھینٹ چڑھاتے تھے۔

☆ کسی سے آگ کو سب سے خطرناک سمجھ کر اس کی وجہ سے زندگی باقی رہنے کا تصور رکھ کر اس کو ہمیشہ جلاتے ہیں' بجھنے نہیں دیتے اور اس کی پرستش کرتے ہیں۔

جادوگروں' عاملوں اور مجاوروں نے انسان کو مخلوقات سے جوڑ دیا

بہت سے بہروپیۓ' مذہبی روپ ڈھال کر بزرگوں کا بھیس اختیار کر کے خاص قسم کی شکل وصورت حلیہ بنا کر پیر' مرشد اور مجاور بن جاتے ہیں اور جھاڑ پھونک کے ذریعہ لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں، قبروں پر مجاور بن کر اپنے بیانات سے پیشن گوئی کر کے آئندہ کے حالات یا غیب کے حالات بتانے کا دعویٰ کرتے ہیں، نفع ونقصان کا احساس دلا کر ڈرا کر دھوکہ دیتے ہیں، ڈر خوف کے ذریعہ لوگوں کا عقیدہ ہی خراب کر دیتے ہیں، شیاطین سے غیب کے حالات بتانے جادو ٹونے کا ذکر کر کے خوف زدہ کرتے ہیں اور اپنی عقیدت پیدا کر لیتے ہیں۔

☆ بہت سے لوگ علموں' جھنڈوں' چھلوں اور قبروں سے خیر ملنے کی امید عقیدہ رکھ کر منتیں مرادیں مانگتے ہیں، بیماریوں' پریشانیوں سے نجات' مسائل کے حل ہونے کا عقیدہ رکھ کر درگاہوں پر سجدہ' رکوع' طواف کرتے اور دعائیں مانگتے بیٹھے رہتے ہیں، وہاں مسلسل چڑھاوے، بکرے، تیل، مرغ، اپنے بال، پیسے چڑھاتے ہیں اور چادریں بھی چڑھا کر قبروں کو کعبۃ اللہ کی طرح ڈھانکتے ہیں، قبروں کو پیٹھ بتلا کر نہیں لوٹتے، اور درگاہ میں چپلیں اندر نہیں لیجاتے، عورتوں کو قبروں کی زیارت کرواتے ہیں، یہ سب اعمال اللہ تعالیٰ کی بنائی تقدیر سے نافع وضار پر ایمان نہ رکھنے سے پیدا ہوتے ہیں اور اللہ کے نافع وضار ہونے کا یقین نہ رکھ کر اللہ پر توکل نہیں کرتے، مخلوقات یعنی اسباب پر توکل کر کے مخلوقات کو نفع ونقصان دینے والا سمجھتے ہیں۔

ایمان کی صحیح تعلیم نہ ملنے کی وجہ سے انسان توہم پرستی میں مبتلا ہوتا ہے

زندگی کے مختلف کاروبار میں نقصان ہونے یا نفع ملنے پر حکومت کو یا لوگوں کو ذمہ دار ٹھہراتے ہیں، پچھلے زمانوں میں اُلّو گھر پر پکارے تو کسی کی موت ہونے کا عقیدہ بنا لیتے

تھے، کوّا پکارے، یا بلّی راستے میں سامنے سے چلی جائے، یا سفر پر نکلتے وقت کوئی چھینکے تو برا شگون لیتے تھے، الحمدللہ ایمان کی محنت سے بہت سارے لوگوں میں سدھار پیدا ہوا ہے، جہالت اور شرکیہ عقائد واعمال سے دوری آرہی ہے۔

صفر کے مہینے میں آخری چہار شنبہ کو چمن میں جا کر ہریالی پر چہل قدمی کرنے کو نیک شگون لیتے تھے، تیرہ تیزی کے نام پر رات کو سرہانے اناج اور انڈے رکھتے ہیں اور صبح اٹھ کر وہ خیرات کرتے ہیں اور صحت ملنے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

☆ نئے گھر میں داخل ہونے سے پہلے دودھ اُبال کر چولہے پر بہاتے ہیں، ورنہ نقصان منحوس تصور کرتے ہیں، گھر بنانے سے پہلے پلاٹ پر بکرا ذبح کر کے تعمیر میں نقصان نہ ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں، زمین پر بکرے کا خون بہانے کو زمین کے نقصان سے بچنے کا تصور رکھتے ہیں۔

☆ بزرگوں کے نام کی منتیں پوری نہ کرنے سے نقصان ہونے یا محرم، گیارہویں، بارہویں، کُنڈے، عرس، پنکھا، جلوس، صندل کرنے سے برکت ملنے کا تصور وعقیدہ رکھتے ہیں، نہ کرنے پر نقصان یا گناہ ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

☆ بچہ پیدا ہونے پر بچے کے سر پر منتیں پوری کرنے تک بزرگ کے نام کی چوٹی چھوڑتے ہیں، یا درگاہ پر لیجا کر جمال بال نکالتے ہیں، بچے کو قبر پر سے وارتے ہیں، چادر میں منہ ڈال کر خود بھی سجدہ کرتے ہیں۔

☆ دولہا دلہن گھر میں آنے کے بعد بلائیات کو دور کرنے کے لئے اس پر سے مرغی یا بکرا اوارا جاتا ہے، دلہن کے گھر جاتے وقت نکاح سے پہلے چاقو، لیمو، تلوار ہاتھ میں دی جاتی ہے، شادی کے فوراً بعد دولہا مرجائے، بیمار ہوجائے یا نوکری تجارت ختم ہوجائے تو لڑکی کو منحوس سمجھتے ہیں، بھری جوانی میں شوہر مرجائے تو بیوی کو منحوس سمجھتے ہیں اور شوہر کو کھا جانے کا طعنہ دیتے ہیں۔

☆ دُکان جل جائے تو بجلی کا میٹر بند نہ کرنے کا اظہار کرتے ہیں، بچہ پیدا ہوتے

وقت مرجائے تو دواخانے یا ڈاکٹر کو الزام دیتے ہیں کہ ان کی لاپرواہی سے بچے یا ماں کی موت واقع ہوئی، غصہ ہوکر دواخانے میں توڑ پھوڑ کر دیتے ہیں، دوا سے شفاء نہ ملے تو ڈاکٹر کے صحیح علاج نہ کرنے اور صحیح دوا نہ دینے کا اظہار کرتے ہیں۔

☆ اونچی ڈگری، اعلیٰ عہدہ مل جائے تو ماں باپ کا احسان یا اپنی تعلیم کا سہارا اور قابلیت کا اظہار کرتے ہیں۔

☆ لڑکی پیدا ہو اور لڑکا پیدا نہ ہو تو بیوی سے ناراض ہوکر اُسے ذمہ دار ٹھہراتے ہیں، مشترکہ کاروبار میں نقصان ہوجائے تو پارٹنر کو ذمہ دار ٹھہراتے ہیں، مغرب کے وقت گھر میں جھاڑو دینے سے برکت چلی جانے کا عقیدہ رکھتے ہیں، سورج گرہن کے وقت حاملہ عورت کو چاقو سے کوئی چیز کاٹنے نہیں دیتے ہیں۔

یہ تمام باتیں اور عقیدے تقدیر پر توکل نہ کرکے اللہ تعالیٰ ہی کو نافع وضار نہ سمجھنے سے پیدا ہوتی ہیں، اس سے ایمان میں نقص وخرابی پیدا ہوکر انسان شرک میں مبتلا ہوجاتا ہے، اللہ کے بجائے اسباب سے نفع ونقصان کا عقیدہ بنالیتا ہے۔

نفع ونقصان، اللہ کی مرضی سے ہوتا ہے، مگر سبب، اعمال ہوتے ہیں

ایک بزرگ ہمیشہ لوگوں سے کہتے تھے کہ جو کچھ ہوتا ہے اللہ ہی سے ہوتا ہے، خیر اور شر دونوں اللہ کی طرف سے ہیں، ایک آوارہ لڑکے نے پتھر مار کر ان کا سر زخمی کردیا، خون نکلنے لگا، انہوں نے پلٹ کر اس لڑکے کو دیکھا، تو لڑکے نے فوراً آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر کہا جو کچھ ہوتا ہے اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، اس پر بزرگ نے کہا: بیشک یہ بھی اللہ کی مرضی سے ہی ہوا، مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ منہ کس کا کالا ہوا، استعمال کون ہوا۔

اللہ تعالیٰ اسباب کے ذریعہ ہی نفع ونقصان دیتا ہے

☆ بیشک دنیا میں نفع ونقصان اللہ کی طرف سے ہی تقدیر کے لکھے پر ہوتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ ذات کے اعتبار سے آکر پانی نہیں برساتا، سورج طلوع نہیں کرتا، ہوا کو طوفانی نہیں بناتا، درختوں کو پھل پھلاری غلہ آکر نہیں لگاتا، سب چیزیں اسباب سے ظاہر کرتا ہے۔

☆ اسی طرح انسان کے لئے دنیا امتحان کی جگہ بنایا، وہ انسان کو اچھائی یا برائی کرنے کی آزادی دی ہے، اس کو عقل وفہم اور علمِ خیر وشر کی طاقت، صحیح اور غلط کا احساس، سب کچھ دیا اور پھر انسان کے اندر ضمیر رکھا، اب انسان جان بوجھ کر علم رکھتے ہوئے شر اختیار کرے تو اللہ اس کو اجازت دے دیتا ہے، اس اجازت کے ملنے سے انسان شر اختیار کرتا ہے، شیطان نے بھی شر اختیار کرنے کی اجازت مانگی، اللہ نے اس کو اجازت دے دی، شیطان جو کچھ شر کر رہا ہے، وہ اللہ کی اجازت ملنے سے کر رہا ہے، اس لئے اللہ انسان سے اقرار کروا رہا ہے کہ خیر اور شر اللہ ہی کی طرف سے ہے، ورنہ کوئی اللہ کی بغیر اجازت نہ شر کر سکتا، نہ اپنی طرف سے خیر کر سکتا ہے، اسی لئے ایمان والے لاحول ولاقوۃ الا باللہ کا اقرار کرتے ہیں۔

میدانِ حشر میں انسان سارے کام بغیر اسباب کے اللہ کی قدرت سے ہوتا ہوا دیکھے گا، وہاں اسباب سے نفع ونقصان نہیں مانے گا۔

اسباب اختیار نہ کر کے توکل کرنا سنت کے خلاف ہے

عام طور پر بعض لوگ جب یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ بغیر اللہ کی مرضی کے کچھ نہیں ہوتا اور اسباب اختیار نہ کر کے بیٹھ جاتے ہیں، یہ توکل صحیح نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی ہے کہ اسباب اختیار کر کے توکل کرنا سنت ہے، اسباب اختیار نہ کر کے صرف اللہ کے نفع ونقصان کا سہارا لیکر بیٹھے رہنا سنت نہیں، یہ توکل نہیں، اسباب اختیار کر کے اللہ پر توکل کرنا ایمان ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شیطان نے ایک مرتبہ آ کر کہا کہ جب اللہ کی مرضی کے بغیر نقصان نہیں ہوتا تو آپ اللہ پر بھروسہ واعتماد کر کے اس پہاڑ پر سے کود جاؤ، حضرت عیسیٰؑ نے کہا: مردود! اللہ میرا امتحان لے سکتا ہے، میں اللہ کا امتحان لینے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے یہ تعلیم دی کہ تم نقصان دہ چیزوں سے دور رہو، جان بوجھ کر اپنے آپ کو نقصان میں نہ ڈالو، پہاڑ پر سے کودنے سے موت واقع ہوگی، اللہ نے آگ، زہر، پانی میں کودنے کو خودکشی بتلایا ہے، جو حرام ہے، ہم یہ راستہ اختیار نہیں کر سکتے، اگر کوئی اللہ

کے نافع وضارّ ہونے کا عقیدہ رکھ کر جان بوجھ کر آگ میں کودے، یا پانی میں کودے یا زہر کھالے تو اللہ نے اسباب کی جو فطرت بنائی ہے وہ اپنا اثر ضرور دکھائے گی، خصوصی بات الگ ہوگی، اس لئے کہ اللہ نے ان اسباب کو وہی فطرت دے کر پیدا کیا ہے، اس طرح سوچ کر آگ میں کودنا یا پانی میں کودنا بیوقوفی ہوگی، اونٹ کو کھلا چھوڑ کر یا دروازے کو قفل ڈالے بغیر کھلا رکھیں گے تو اونٹ چلا جائے گا اور دروازہ کھلا ہونے سے چوری ہوسکتی ہے، اللہ نے انسان کو قفل بنانے کا طریقہ سکھایا ہے، حفاظت کے لئے اور نقصان سے بچانے کے لئے قفل لگانے کے باوجود چوری ہوجائے تو پھر اللہ کی مرضی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت ابن عباسؓ سے: اگر تمام لوگ تم کو کچھ نفع پہنچانے پر اتفاق کرلیں تو اسی قدر نفع پہنچائیں گے جو اللہ نے تمہارے لئے تقدیر میں لکھ دیا ہے اور اگر سب مل کر نقصان پہنچانے پر اتفاق کرلیں تو اسی قدر نقصان پہنچاسکیں گے جو تمہارے لئے اللہ نے لکھ دیا ہے، قلم اُٹھالئے گئے اور کتابیں خشک ہوگئیں۔ (ترمذی)

☆ مخلوقات میں نفع ونقصان کی قدرت ہی نہیں یہاں تک کہ نبی بھی کسی کو نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتے، نہ ان کا خدائی میں کوئی دخل ہوتا ہے، نہ وہ کسی کی قسمت بناسکتے ہیں اور نہ بگاڑ سکتے ہیں، نہ خود اپنے لئے نفع ونقصان کا اختیار رکھتے ہیں، وہ خود اللہ کی پکڑ سے بچ نہیں سکتے، نہ اپنی اولاد کو موت اور بیماری سے بچاسکتے ہیں۔

☆ تمام اعمال واسباب، فائدہ یا نقصان اسی وقت پہنچاسکتے ہیں، جب اللہ کی مرضی شامل حال ہو، ہر ایمان والے کا یہ مضبوط عقیدہ ہونا لازمی اور ضروری ہے کہ اللہ کی مرضی کے بغیر کوئی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، یہ عقیدہ واعتماد اللہ پر اس کے ذہن ودماغ پر راسخ ہونے سے ایسی قوت پیدا کردیتا ہے کہ بڑی بڑی تکالیف کو وہ ہنس کر برداشت کرلیتا ہے اور کامیابی پر آپے سے باہر ہوکر ناچتا گاتا، غرور وتکبر نہیں کرتا۔

☆☆☆☆☆